روزہ
ندائے خلافت
لاہور
1
7 جنوری 2004ء — 14 ذی قعد 1424ھ
www.tanzeem.org

شمارے میں

نیا سال مبارک ہو!

پاکستانی دانشوروں کے لئے چیلنج

حکومت اور متحدہ مجلس عمل کا معاہدہ
اور
صدر پرویز مشرف پر قاتلانہ حملہ

امت مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل
(خطبۂ جمعہ)

سر سید کے مشہور رسالے کی تلخیص
''اسبابِ بغاوتِ ہند''

اسلام کا معاشی نظام

''سفید عیاری''

تنظیم کی سرگرمیاں

پارلیمنٹ اور اجتہاد

علامہ اقبال نے کہا ہے کہ اب اجتہاد پارلیمنٹ کے ذریعے ہوگا' کیونکہ پارلیمنٹ کے ذریعے جو اجتہاد ہوگا وہ قرآن وسنت کے اندر رہتے ہوئے ہوگا۔ اجتہاد تو ہوتا ہی وہ ہے جو کتاب وسنت کے دائرے میں رہتے ہوئے ہو۔ اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی کہ پارلیمنٹ جو کچھ بھی پاس کردے وہی دین بن جائے۔ اس لئے کہ اگر پارلیمنٹ کے اختیار کو اتنی وسعت دے دی تو حاکمیت پارلیمنٹ کے پاس چلی جائے گی۔ جبکہ اسلامی ریاست میں حاکمیت فقط اللہ تعالیٰ کو حاصل ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف عوامی حاکمیت کا جو تصور ہے وہ تو کفر اور شرک ہے۔ ہمیں ''عوامی حاکمیت'' اور ''عوامی خلافت'' کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔

یہ ہے پارلیمانی اجتہاد کی اصولی اور عملی صورت۔ یہ عہد حاضر کے چند اہم مسائل ہیں۔ ان کو اچھی طرح سمجھ لینا ضروری ہے۔ اسلام میں مباحات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ چنانچہ ہوسکتا ہے کہ ایک معاملہ میں مثلاً میں کہتا ہوں کہ یوں ہونا چاہئے جبکہ کوئی دوسرا شخص اجتہاد کرتا ہے کہ معاملہ کسی دوسری طرح ہونا چاہئے اور اس کے نزدیک اسی کی رائے اقرب الی السنہ ہے تو مندرجہ بالا صورت میں کس کا اجتہاد نافذ ہوگا؟ یہ بات پارلیمنٹ طے کرے گی۔ ظاہر ہے کہ مباحات کے بارے میں پارلیمنٹ طے کرسکتی ہے۔ ہاں وہ حرام کو حلال نہیں بنا سکتی۔ معاملہ اگر مباحات کا ہے تو اکثریت سے طے کرلیجئے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لہٰذا یہ اصول تسلیم کرلینا چاہئے کہ ایسے معاملات کو پارلیمنٹ طے کرے گی۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ آج سے چند سو سال قبل اورنگزیب عالمگیر نے علماء کی ایک کمیٹی بنائی۔ اس کمیٹی نے اپنے دور کے مطابق فتاویٰ مرتب کردیئے۔ حالانکہ فتاویٰ اور فقہ کی کتابیں پہلے بھی موجود تھیں لیکن حالات کی تبدیلی کے تحت اجتہاد کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ علماءِ کو نامزد کیا گیا تھا۔ دور ملوکیت میں بادشاہ کو جو علماء پسند تھے انہی کو لا کر جمع کردیا گیا۔ یہ منتخب ادارہ نہیں تھا۔ اس لئے کہ اس وقت قوت نافذہ بادشاہ کے پاس تھی۔ آج قوت نافذہ ایک شخص کے پاس نہیں رہی بلکہ پارلیمنٹ کے پاس چلی گئی ہے۔ چنانچہ آج وہی اجتہاد نافذ ہوگا اور قانون کا درجہ حاصل کرے گا جو پارلیمنٹ منظور کرے گی۔

ماخذ: خطباتِ خلافت

تحریر: ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرۃ (آیات 274-275)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرّحیم

﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَہٗ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ o﴾

''جولوگ اپنا مال رات اور دن' پوشیدہ اور ظاہر (راہِ خدا میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ان کا صلہ پروردگار کے پاس ہے اور ان کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ غم۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنادیا ہو' یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا)' حالانکہ سودے کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ تو جس شخص کے پاس اللہ کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آ گیا تو پہلے جو ہو چکا وہ اس کا' اور (قیامت میں) اس کا معاملہ خدا کے سپرد' اور جو پھر لینے لگا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں (جلتے) رہیں گے۔''

سورۃ البقرہ کا جو رکوع یہاں سے شروع ہو رہا ہے وہ آج کے حالات میں اہم ترین ہے۔ بلاشبہ اللہ کے خلاف سب سے بڑی بغاوت تو غیر اللہ کی حاکمیت کا تصور ہے۔ یہ سب سے بڑا شرک ہے جو عوامی حاکمیت کے لبادے میں مقبول عام ہو رہا ہے۔ نفسیاتی اعتبار سے مادے پر توکل ہی شرک اعظم ہے۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی　　مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

مگر یہ نفسیاتی اور داخلی بات ہے۔ خارجی اور واقعاتی دنیا میں سب سے بڑا شرک سود ہے۔ اس وقت کے گناہوں اور بدعملی میں سب سے بڑا فساد یہی سود ہے۔ موجودہ دور میں سب سے بڑی شیطنت جو یہودیوں کے ذریعے پھیلی اور اب پورے کرۂ ارض کو اپنی گرفت میں لینے کے لئے بے تاب ہے وہ یہی سود کا ہتھکنڈا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب کے بعد سود کی حرمت کا بیان پُر از حکمت ہے کیونکہ تُعرف الاشیاءُ باضدادھا۔ انفاق فی سبیل اللہ' اللہ کی رضا کی خاطر مال خرچ کرنا ہے جبکہ سودی کاروبار میں مال کی محبت کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے اور سود خور ہر وقت مال میں اضافے کی دھن میں لگا رہتا اور انسانی ہمدردی سے عاری ہوتا چلا جاتا ہے' جبکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بالکل پسند نہیں۔ وہ تو دوسروں کی خیر خواہی اور جذبہ ایثار کی تلقین کرتا ہے۔

وہ لوگ جو اپنا مال رات کو بھی اور دن کو بھی اعلانیہ بھی اور خفیہ بھی خرچ کرتے ہیں۔ یعنی صدقات واجبہ اعلانیہ اور صدقات نافلہ خفیہ طور پر ادا کرتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا اجر ان کے پروردگار کے ہاں محفوظ ہے۔ نہ تو ان پر کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ ہی وہ کسی حزن سے دوچار ہوں گے۔

اب آگے ربوٰ کا مسئلہ شروع ہو رہا ہے۔ ربا کیا ہے مال کی محبت میں گرفتار ہو جانا' مال جمع کرنے میں لگ جانا۔ مگر اللہ کہتا ہے کہ ''اے پیغمبر آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ تو ان کو بتا دیجئے جو تمہارے پاس ضرورت سے زائد مال ہے وہ (اللہ کی رضا کے لئے) خرچ کریں''۔ غریبوں محتاجوں کو دیں یا اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے خرچ کریں' لیکن سود خورانہ ذہنیت یہ ہے کہ ضروریات پوری کرنے کے بعد جو بچ رہے اسے بھی مزید کمائی کا ذریعہ بنالو۔ پس سود خوری انفاق کی ضد ہے۔ چنانچہ سورۃ الروم کی آیت 39 میں ہے کہ جو تم سود دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں افزائش ہو تو خدا کے نزدیک اس میں افزائش نہیں ہوتی اور جو تم زکوٰۃ دیتے ہو اور اس سے خدا کی رضامندی طلب کرتے ہو (تو وہ موجبِ برکت ہے اور) ایسے ہی لوگ (اپنے مال کو) دو چند' سہ چند کرنے والے ہیں۔ آج کے بینکنگ سسٹم میں بچت پر بڑا زور دیا جاتا ہے' مگر یہ بچت کیا ہے؟ یہ بچت مزید کمانے کے لئے ہے' اپنے معیارِ زندگی کو مزید بہتر بنانے کے لئے ہے۔ Saving Bank اس لئے نہیں کہ اپنی بچت کو ضرورت مندوں پر خرچ کرو یا دین کی سربلندی کے لئے لگاؤ' بلکہ یہ اس لئے ہے کہ جو تم بچاؤ وہ ہمیں دو' ہم وہ رقم دوسروں کو زیادہ شرح سود پر دیں گے اور اس میں سے تھوڑی شرح سود تمہیں بھی دے دیں گے۔ (جاری ہے)

سخی کے لئے فرشتوں کی دعا اور بخیل کے لئے بددعا

فرمانِ نبویؐ

چوہدری رحمت اللہ بٹر

س عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((مَا مِنْ یَّوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْہِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُھُمَا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا)) (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک فرشتہ تو (سخی کے لئے) یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما (یعنی جو شخص جائز جگہ اپنا مال خرچ کرتا ہے اس کو بہت زیادہ بدلہ عطا فرما' بایں طور کہ یا تو دنیا میں اسے خرچ کرنے سے کہیں زیادہ مال دے یا آخرت میں اجر و ثواب عطا فرما) اور دوسرا فرشتہ (بخیل کے لئے) بددعا کرتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کو تلف (نقصان) دے (یعنی جو شخص مال و دولت جمع کرتا ہے اور جائز جگہ خرچ نہیں کرتا بلکہ بے محل اور بے مصرف خرچ کرتا ہے تو اس کا مال تلف و ضائع کر دے۔'' (بخاری و مسلم)

اگر اللہ تعالیٰ مال دے تو آدمی اسے اپنی ضروریات پر خرچ کرے' مگر اس میں سے ضرورت مندوں اور محتاجوں کو بھی دے اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے بھی خرچ کرے۔ یہ انداز اختیار کرنے والے کو اس حدیث میں خوشخبری سنائی گئی ہے کہ اس کے لئے روزانہ ایک فرشتہ اترتا ہے جو اس کے مال میں برکت کی دعا کرتا ہے۔ اسی طرح جو شخص بخیل ہے کہ وہ مال کو جمع کرتا ہے' جائز مصرف کی بجائے بے محل اور بے مقصد خرچ کرتا ہے اس کے لئے بھی ایک فرشتہ اترتا ہے جو اس کے مال کے نقصان کی بددعا کرتا ہے۔ فرشتے معصوم مخلوق ہیں ان کی دعا کی قبولیت میں کسے شک ہو سکتا ہے۔

یہ عہد نبویؐ کی خطاطی کا نمونہ ہے جو مدنی خط میں لکھا گیا تھا۔ 7 تا 11 ہجری (628ء تا 632ء)

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ندائے خلافت

شمارہ	یکم جنوری تا 7 جنوری 2004ء	جلد
1	8 تا 14 ذی قعدہ 1424ھ	13

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر انتظامی: سید قاسم محمود

مجلس ادارت

ڈاکٹر عبدالخالق۔ مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور
فون: 6366638-6316638 فیکس: 6305110
E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ: 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک ......250 روپے

بیرون پاکستان

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

☆.☆.☆

''ادارہ'' کا مضمون نگار کی رائے سے
متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

پاکستانی دانشوروں کے لئے ایک چیلنج

اہل فرنگ نے اپنے سابقہ غلام اور حال ''آزاد'' ملک کو جس مقام پر لانا چاہا ہے' بالآخر اسے اس مقام پر ایک ہفتے کے اندر اندر لا کھڑا کیا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ 22 دسمبر کو یہودیوں کے امریکی اخبار ''واشنگٹن پوسٹ'' نے ایران کے ایٹمی پروگرام کی تیاری کا سارا ملبہ پاکستان پر ڈالتے ہوئے دعویٰ کیا کہ حال ہی میں حراست میں لئے گئے پاکستانی سائنس دانوں کی گرفتاری بھی اسی سلسلے کی کڑی تھی اور ان سے ہونے والی تحقیقات میں امریکی ماہرین کو بھی شریک کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایران پہلے تو امریکی دباؤ کی مزاحمت کرتا رہا لیکن جب اسے دوٹوک بتا دیا گیا کہ اس کے بات نہ کھولنے کے نتائج خطرناک ہو سکتے ہیں تو ایران نے خود حکومت پاکستان بلکہ صدر پرویز مشرف سے رابطہ کر کے انہیں بتایا کہ ہمارے خلاف ہونے والی تحقیقات میں ایسا مرحلہ آ گیا ہے کہ ہمیں اپنی ایٹمی استعداد اور ساز و سامان کے ماخذ بیان کرنا پڑیں گے اور چونکہ یہ استعداد اور ماخذ ہم نے دوسرے ملکوں کے علاوہ بعض پاکستانی ایٹمی سائنس دانوں سے بھی حاصل کئے تھے' اس لئے اب یہ راز فاش کئے بغیر چارہ نہیں رہا۔ چنانچہ ایران نے کھل کر اپنے پاکستانی ماخذوں کا ذکر کر دیا جس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ایران کی ایٹمی استعداد میں بعض پاکستانی ایٹمی سائنس دانوں کی مدد کا بھی حصہ ہے۔ اس پر امریکا نے پاکستان سے ان الزامات کی تحقیق یا تصدیق یا تردید کرنے کا مطالبہ کیا۔ چونکہ ایرانی ذرائع نے پاکستان کے بعض سائنس دانوں سے ملنے والی امداد کا اعتراف کر لیا تھا' اس لئے پاکستان کے لئے صریح تردید کی گنجائش نہ تھی اور اسے لامحالہ بعض سائنس دانوں سے پوچھ گچھ کرنی پڑی۔

خوش قسمتی سے ایران یا بہت بعد میں شمالی امریکا کو دی جانے والی معلومات کی فراہمی بعض افراد کی ذاتی سرگرمی تو ہو سکتی ہے لیکن حکومت پاکستان کے کسی رسمی' باضابطہ یا سرکاری فیصلے کا ہاتھ ان سرگرمیوں میں نہیں ہے۔ پچھلے ہفتے کے دوران میں تین پاکستانی سائنس دانوں سے پوچھ گچھ کی گئی۔ حتیٰ کہ پاکستانی ایٹم بم کے معمار اوّل ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے بھی کچھ سوالات پوچھے گئے ہیں۔ امریکا کے ذمہ داروں نے صدر مشرف کی اس یقین دہانی کو وزن دے کر تسلیم بھی کر لیا ہے کہ 16 برس پہلے (ایران سے تعاون کا آغاز 16 سال پہلے ہونے کا الزام عائد کیا گیا ہے) یا بعد کے برسوں میں اگر کسی پاکستانی ایٹمی سائنس دان نے ایران سے کوئی تعاون کیا ہے تو یہ کبھی حکومت پاکستان کی پالیسی نہ تھی' نہ آج ہے۔ یہ کسی سائنس دان کا ذاتی اور انفرادی فعل ہو سکتا ہے۔ امریکی دفتر کے ترجمان نے اپنے اخباری بیان میں اعلان بھی کر دیا تھا: ''ہمارا مؤقف اب تک یہ ہے کہ مذکورہ کارروائیوں میں حکومت پاکستان ملوث نہ تھی۔'' توقع کی جا رہی تھی کہ آئندہ بھی امریکا کا یہی مؤقف برقرار رہے گا' اس لئے کہ اس کے برقرار نہ رہنے کے مضمرات پاکستان کے لئے انتہائی باعثِ تشویش ہو سکتے ہیں۔

لیکن یہ توقع عبث ثابت ہوئی' کیونکہ 28 دسمبر کو ویانا کے اہم ذریعے سے یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ اقوام متحدہ کی ''انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی'' کے معائنہ کار اس معاملے میں مزید حقائق معلوم کرنے کے لئے پاکستان کے دو سابق وزرائے اعظم محمد نواز شریف اور بے نظیر بھٹو سے بھی رابطہ کریں گے۔ خبر کے مطابق ایک سفارت کار نے دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان ایران اور دوسرے ''بدمعاش'' ممالک کو 17 سال سے زائد عرصے سے ایٹمی ٹیکنالوجی فراہم کرتا رہا ہے اور اس غیر قانونی منتقلی کی معلومات نہ صرف پاکستان کو مہیا کی گئی ہیں' بلکہ انٹرنیشنل ایجنسی کی ہونے والی تحقیقات کی تفصیلات بڑی طاقتوں کو بھی ارسال کر دی گئی ہیں۔

ایران نے عرصے تک بڑی طاقتوں کی مزاحمت کے بعد اعتراف کرنے میں عافیت جانی' اگرچہ سابق صدر رفسنجانی نے تہران میں خطبۂ جمعہ دیتے ہوئے اپنے سامعین کو یقین دلایا کہ ''ہم نے معائنے کی اجازت دے کر ایران کے خلاف امریکا کی سازش بنا دی ہے''۔ لیکن یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ''مرگ بر امریکا'' کا بلند آہنگ نعرہ والی قوم نے کس طرح پسپائی اختیار کی۔ عراق کے ایٹمی ریکٹر کو اسرائیل نے مدت ہوئی ملیامیٹ کر دیا تھا۔ 30 سال سے عالمی برادری کے ''باغی'' لیبیا کے کرنل معمر قذافی بھی عالمی ایجنسی کو اپنی ایٹمی تنصیبات کے معائنے کی اجازت دینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اب واحد ایٹم بردار مسلم ملک پاکستان کی باری ہے۔ چالیں بہت احتیاط سے چلی جا رہی ہیں۔ بے شک آج کی دنیا میں بھینس اسی کی ہے جس کے پاس لاٹھی ہے۔ جنگل کا قانون رائج ہے اور دلیل' منطق اور انصاف کی قدریں تباہ ہو چکی ہیں۔ امت مسلمہ اور پاکستان کے لئے حالات انتہائی سنگین اور خطرناک ہیں اور ایسے ہی حالات میں دانش و حکمت کا امتحان ہوتا ہے۔ کیا ہمارے پاکستانی دانشوروں کے لئے یہ ایک چیلنج نہیں ہے؟ کیا وہ یہ چیلنج قبول کریں گے؟ کب کریں گے؟

(ادارہ تحریر)

آج یوم ولادت قائداعظم اور کرسمس کی وجہ سے پاکستان میں عام سرکاری تعطیل رہی.....انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی کے ایک ترجمان نے کہا کہ ایران کے ایٹمی
25 پروگرام کے بارے میں ایجنسی کے سربراہ ڈاکٹر محمد البرادی کی رپورٹ میں پاکستانی سائنس دانوں کے ناموں کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ پاکستان میں سائنس دانوں
کے خلاف جاری تحقیقات اس کا داخلی معاملہ ہیں.....اسرائیلی فوج نے اپنے دو افسروں کی ہلاکت کے ایک روز بعد رفاہ کے فلسطینی پناہ گزین کیمپ پر حملہ کر کے 8 فلسطینیوں کو
شہید 34 کو شدید زخمی کر دیا۔ زخمیوں میں 3 تا 5 سال کی عمر کے بچے بھی شامل ہیں.....لیبیا کے رہنما معمر قذافی نے ایک بیان میں کہا کہ ان کی حکومت نے وسیع پیمانے پر تباہی
پھیلانے والے ہتھیاروں کے خاتمے کا اعلان کر کے درست سمت میں قدم اٹھایا ہے اور ماضی کی غلطیوں کو درست کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب ایران، شام اور شمالی کوریا کو بھی ان
کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایسا ہی کرنا چاہئے۔

حکومت پاکستان اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان آئینی ترامیم کے پیکج پر معاہدہ ہوا صدر پرویز مشرف نے دسمبر 2004ء میں وردی اتارنے کا اعلان کیا.....صدر پرویز
26 مشرف کے قافلے پر راولپنڈی میں عمار شہید کے چوک کے قریب پل پر جمعرات 25 دسمبر کی دوپہر یکے بعد دیگرے دو خودکش حملے کئے گئے جن میں 16 افراد ہلاک اور
50 کے قریب زخمی ہو گئے۔ یہ ان پر دوسرا حملہ تھا۔ اس سے پہلے 14 دسمبر کو نامعلوم افراد کا حملہ عمار شہید چوک ہی میں صدر کے قافلے پر کیا گیا تھا جس سے نالہ لئی کا پل خوفناک
دھماکے سے اڑ گیا تھا۔ یاد رہے کہ 14 دسمبر ہی کو امریکی فوج نے خفیہ اطلاعات پر عراق کے سابق صدر صدام حسین کو گرفتار کیا تھا۔

ایران کے جنوب مشرقی حصے میں ہولناک زلزلے سے صوبہ کرمان کا تاریخی شہر بام ملبے کا ڈھیر بن گیا۔ 20 ہزار سے زیادہ افراد جاں بحق ہوئے.....شمال مشرقی سری لنکا
27 میں تامل چھاپہ ماروں نے جزیرہ نما جافنا اور اس کے آس پاس کے علاقے میں مسلمانوں کے خلاف تشدد کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا۔ چھاپہ ماروں نے سات مسلمان
شہید کر دیئے.....آل پارٹیز حریت کانفرنس (انصاری) کے چیئرمین مولوی عباس انصاری نے کہا کہ بھارتی حکومت کے ساتھ مذاکرات کے لئے بہت جلد ایک وفد دہلی جائے گا
.....سعودی عرب کے 100 سے زائد ماہرین تعلیم، دانشوروں اور حقوق انسانی کے علم برداروں نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے ولی عہد شہزادہ عبداللہ کو سیاسی اصلاحات نافذ
کرنے کی ترغیب دی ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ سعودی عرب میں منتخب پارلیمنٹ اور آزاد عدلیہ قائم کی جائے۔

برطانیہ نے منصوبہ بنایا ہے کہ وہ شام کو وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کے خاتمے کے لئے دباؤ ڈالنے کی مہم میں فرانس اور جرمنی کو بھی شریک کیا جائے گا
28 اور شام سے کہا جائے گا کہ وہ عراق میں مداخلت بند کرے اور لیبیا جیسا امن معاہدہ کرے.....ایران کے صدر محمد خاتمی نے حکومت فرانس سے کہا کہ وہ حجاب پر پابندی
سے متعلق صدر شیراک کا غلط فیصلہ منسوخ کرے.....عرب اخبار "الوطن" کی خبر کے مطابق امریکا کے زیر تفتیش سابق صدر صدام حسین نے دھمکی دی ہے کہ اگر ان پر دباؤ ڈالا گیا
تو وہ کویت پر عراق کے قبضے سے متعلق امریکا کے گھناؤنے کردار سے دنیا کو آگاہ کر دیں گے.....جون 2004ء میں افغانستان میں ہونے والے صدارتی انتخابات میں حصہ لینے کا
اعلان کرتے ہوئے محترمہ ڈاکٹر مسعودہ جلال نے اقوام متحدہ سے اپیل کی کہ وہ افغانستان میں منصفانہ اور آزادانہ انتخابات کروائیں۔ انہوں نے لویا جرگہ میں تقریر کرتے ہوئے
صدر حامد کرزئی کی موجودہ حکومت پر کڑی تنقید کی اور بدعنوانی اور قومی فوج اور پولیس کی تشکیل میں تاخیر کے الزامات عائد کئے۔

بھارتی مسلمانوں کے نمائندہ قومی کنونشن میں ملک کے ممتاز سیاسی و سماجی رہنماؤں نے بھارتی حکومت اور تمام سیاسی جماعتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ مسلمانوں کی اقتصادی
29 و تعلیمی ترقی کو پورے ملک کی تعمیر و ترقی کے ایجنڈے سے جوڑنے کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں، کیونکہ ملک کی آبادی کے 20 فیصد حصے کو نظرانداز کرنے سے ملک
کی تعمیر و ترقی کا تصور بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ قومی مسلم کنونشن میں شمالی ہند کی پندرہ ریاستوں کے تین سو سے زیادہ نمائندوں نے شرکت کی..... یاد رہے کہ دونوں ممالک میں
1980 سے سفارتی تعلقات نہیں ہیں، البتہ اب کچھ برف پگھلی ہے۔ پاکستان نے بھی ایران کے زلزلے کے متاثرین کے لئے نصف کروڑ روپے کا امدادی سامان بھیجا ہے.....
اسرائیلی وزیراعظم شیرون نے نئی سیکورٹی سرحد قائم کرنے کا اعلان اور گولان کا علاقہ شام کو واپس کرنے سے پھر انکار کیا ہے۔

صدر پرویز مشرف نے آل پاکستان نیوز پیپر سوسائٹی کی گولڈن جوبلی کے سلسلے میں دیئے گئے عشائیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان ایٹمی پروگرام جاری رکھے
30 گا اور اسے رول بیک کرنے والا غدار ہو گا.....کابل میں آئین سازی کے سلسلے میں لویہ جرگہ جاری ہے۔ دو ہفتوں کے جرگے میں اب تک پانچ سے زائد مندوبین نے
کئی متنازعہ موضوعات پر بحث کی ہے جن میں حکومتی نظام کے علاوہ پارلیمنٹ کے اختیارات، پشتو اور دری کی حیثیت اور خواتین کے حقوق شامل ہیں.....شام کے وزیر خارجہ نے کہا
ہے کہ اگر امریکا نے ایک نئے قانون کے تحت شام کے خلاف پابندیاں لگائیں تو اس سے امریکا اور شام کے باہمی تعلقات میں نئی رکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی.....اردن کے
600 وکلا صدام حسین کا قانونی دفاع کریں گے۔ انہوں نے مشترکہ یادداشت تیار کر لی ہے.....پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئین میں 17 ویں ترمیم دو تہائی اکثریت سے منظور
کر لی.....عراق کی عبوری حکمران کونسل کے رکن عیاض علوی نے بتایا کہ صدام حسین نے دوران تفتیش انکشاف کیا ہے کہ انہوں نے جاپان، سوئٹزرلینڈ اور جرمنی سمیت مختلف
ممالک میں جعلی کمپنیوں کے ناموں سے 40 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کر رکھی ہے۔

بھارت نے پاکستان کے شدید اعتراض کے باوجود لائن آف کنٹرول پر باڑ لگانے کا کام جاری رکھا ہوا ہے اور اب تک تقریباً 92 کلومیٹر علاقے میں باڑ اور فلڈ لائٹس
31 لگانے کا کام مکمل کر لیا ہے.....ایران نے امریکی پالیسی میں تبدیلی کے بغیر مذاکرات مسترد کر دیئے.....مصر میں جامعہ ازہر کے سربراہ شیخ محمد سید طنطاوی نے کہا ہے کہ
حکومت فرانس اپنے ملک میں حجاب پر پابندی لگا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم خواتین کو صرف مسلم ممالک میں حجاب اوڑھنے کے لئے پابند کیا جا سکتا ہے.....امریکا نے کہا ہے
کہ دنیا بھر میں دہشت گردوں کا ایک 60 رکنی گروہ سرگرم عمل ہے جس کے پاس مقامی طور پر تیار کردہ بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار بھی موجود ہیں۔ ان کے پاس
ایٹمی ہتھیار بھی ہیں۔ وہ کتابوں میں بم چھپا کر حملے کر سکتے ہیں.....سینٹ آف پاکستان نے آئین میں 17 ویں ترمیم کے بل کی اکثریت سے منظوری دے دی۔ بل کے حق میں
72 ارکان نے ووٹ دیا اور کسی نے مخالفت نہیں کی۔ اے آر ڈی کی طرف سے بائیکاٹ ہوا۔

امت مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل

سورۃ آل عمران کی آیات 102 تا 104 کی روشنی میں

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں ڈاکٹر عارف رشید صاحب کے 26 دسمبر 2003ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۂ آل عمران کی تین آیات 103,102 اور 104 'جو سورۃ کے بالکل وسط میں واقع ہیں' مسلمانوں سے خطاب کے ضمن میں قرآن کریم کا بہت جامع مقام ہے۔ ان تین آیات میں اُمت مسلمہ کو ایک مکمل سہ نکاتی لائحہ عمل دیا گیا ہے۔ اور اُمت کیا ہے' یہ افراد کا مجموعہ ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے الفاظ جب ہم پڑھتے یا سنتے ہیں تو ہمیں اس خیال کو اپنے اوپر طاری کرنا چاہئے کہ یہاں قرآن مجھ سے مخاطب ہے۔ عموماً ہم ایسی تمام ذمہ داریوں کو اپنے کندھوں سے صرف یہ خیال کر کے ہٹا دیتے ہیں کہ یہ تو اُمت مسلمہ کی بات ہو رہی ہے' انفرادی مسلمان کی بات نہیں' جبکہ قرآن حکیم میں سینکڑوں آیات یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے الفاظ سے شروع ہوتی ہیں' یعنی "اے وہ لوگو! جو ایمان کے دعوے دار ہو!"

ان تین آیات میں جو تین ذمہ داریاں ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہیں ان ذمہ داریوں کا تعلق اُخروی نجات کے ساتھ ہے۔ پہلی آیت میں فرمایا گیا ہے:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ﴾

"اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اس کا تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے۔"

اس آیت میں ہر شخص سے انفرادی طور پر قرآن کا مطالبہ تقویٰ اختیار کرنے کا ہے' یعنی اللہ کا خوف' محاسبۂ اُخروی کا خوف۔ اس لئے کہ تقویٰ کی اصل روح تو یہ ہے کہ انسان ہر عمل کرنے سے پہلے یہ سوچے کہ میرا یہ عمل میرے خالق و مالک کو پسند بھی ہے یا نہیں؟ کہیں اس نے اس سے منع تو نہیں کیا' کہیں اسے حرام تو نہیں قرار دیا' میرا یہ عمل ناجائز تو نہیں ہے' میں کسی پر ظلم تو نہیں کر رہا' کسی کی حق تلفی تو نہیں کر رہا؟ یہ احساس اگر اندر موجود ہے تو یہ اصل میں روحِ تقویٰ ہے۔

تقویٰ کا اصل مفہوم حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک تمثیل میں بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی خاردار جنگل میں سے گزرتا ہے تو وہ اپنے دامن کو سمیٹتا ہوا' پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوا گزرے گا کہ کہیں کوئی سانپ یا بچھو اس کو ڈس نہ لے' کہیں اس کا دامن کانٹوں سے الجھ نہ جائے یا پھٹ نہ جائے' اس کے پیر زخمی نہ ہو جائیں' نگاہ زمین پر رہے گی کہ کہیں کوئی درندہ اس پر حملہ آور نہ ہو جائے' ذرا سی جھاڑیاں ہلیں گی تو وہ فوراً چوکنا ہو جائے گا کہ کہیں اس پر حملہ نہ ہو جائے۔ یہ تمثیل تقویٰ کی روح کی صحیح عکاسی کرتی ہے۔ گویا حد درجے محتاط طرز زندگی بسر کرنا' پھونک پھونک کر قدم رکھنا' اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا' اللہ کی فرمانبرداری میں اپنے آپ کو کلیتاً دے دینا' ان تمام چیزوں کو جمع کریں گے تو یہ اصل میں ہے روحِ تقویٰ۔ قرآن حکیم کی بیسوں آیات ہیں جن میں تقویٰ کا حکم ہے۔

یہاں انداز اختیار کیا گیا ہے: حَقَّ تُقٰتِہٖ. اگر اللہ نے تقویٰ کا حکم دیا تو وہ بھی حد درجے تاکید کا کہ جتنا اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے۔ لیکن کوئی شخص بھی اس کا مدعی نہیں ہو سکتا کہ میں نے خدا خوفی اور اللہ کے تقویٰ کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس سے کہیں نیچے اتر آیئے' کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حق ادا کر دیا' کجا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا حق ادا کرنا! لہٰذا روایات میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھبرا اٹھے تھے۔ اگرچہ ایمان کی کیفیت اور نوعیت کے اعتبار سے ہمارے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین کوئی نسبت و تناسب نہیں ہے۔ یہ لوگ تو وہ تھے جنہیں نبی کریم ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی تھی' ان کے ذہنوں میں موجود ایمان کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن اس کے باوجود جب قرآن کا یہ مطالبہ ان کے سامنے آیا کہ اللہ کے تقویٰ کا حق ادا کرو تو وہ گھبرا اٹھے اور حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور ﷺ! کون شخص ہے جو اللہ کے تقویٰ کا حق ادا کر سکے گا؟ اس پر سورۂ تغابن کی آیت نازل ہوئی:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾

"(اے مسلمانو!) اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جتنی تمہارے اندر استطاعت ہے"۔

ہر شخص مکلف ہے اپنی استطاعت کی بنیاد پر۔ اگر ایک شخص کند ذہن اور ان پڑھ ہے تو اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت سہل ہوگا' لیکن اگر کوئی شخص ذہین اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے تو اس کے پاس اللہ کے ہاں پیش کرنے کے لئے کوئی عذر نہیں ہوگا۔ آگے ارشاد ہوا:

﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ٥﴾

"اور دیکھو مت مرنا مگر اسلام اور فرمانبرداری کی حالت میں"۔

ظاہر ہے کہ موت کا کوئی وقت معین نہیں' انسان کی زندگی کی کوئی گارنٹی نہیں۔ انسان کسی بھی لمحے موت کی آغوش میں جا سکتا ہے۔

زندگی کی سب سے بڑی حقیقت موت ہے۔ لہٰذا انسان کو ہر وقت چوکنا رہنا چاہئے اور زندگی کا ہر لمحہ فرمانبرداری کی حالت میں گزارنا چاہئے۔ یہاں جو مُسْلِمُوْنَ کا لفظ آیا ہے اس سے مراد حالت فرمانبرداری ہے۔ ہم تو مطمئن ہیں کہ ہم تو مسلمان ہیں' موت خواہ کیسی ہی کیفیت میں آئے۔ علامہ اقبال اپنے ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں:

چومی گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را!

"جب میں کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو مجھ پر تو لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کے تقاضے کیا ہیں۔"

"لا الٰہ الا اللہ" کہنے کے معنی یہ ہیں کہ اے پروردگار! میں صرف تیری ہی اطاعت اور بندگی کروں گا اور تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں ہوگا۔ نہ میرا نفس میرا معبود ہوگا' نہ روپیہ پیسہ میرا معبود ہوگا' نہ درہم و دینار میرا معبود ہوگا' نہ زمانے کا رسم و رواج میرا معبود ہوگا۔ یہ گویا پہلا تقاضا تھا مجھ سے' آپ سے اور ہر مسلمان سے۔ اور جب تک روح تقویٰ موجود نہ ہوگی' ہمارے اندر بندگی کے تقاضے پیدا ہو ہی نہیں سکتے۔ اگر اس تقاضے کو ہم نے اپنے جسم پر لاگو کر دیا تو گویا ہم نے اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت میں دے دیا۔ اس کے بعد اگلا دائرہ ہے گھر کی چار دیواری۔ قرآن میں ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾

"اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال

کو آگ سے بچانے کی فکر کرو۔"

اب آیئے دوسری آیت کی طرف۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایمان اور تقویٰ پیدا کیسے کیا جائے؟ جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں اُس وقت حصولِ ایمان و تقویٰ کا ایک بہت بڑا سرچشمہ اہلِ ایمان کے درمیان موجود تھا۔ یعنی اللہ کے رسول ﷺ کی صحبت اختیار کرو تو ایمان پیدا ہوگا' تقویٰ پیدا ہوگا۔ ایک دوسری جگہ پر قرآن میں کہا گیا: ﴿كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ ۝﴾ "نیکوکار لوگوں کی صحبت اختیار کرو"۔ اس سے ایمان و تقویٰ پیدا ہوگا۔ یہاں ارشاد فرمایا گیا:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا﴾

"اور سب مل جل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور باہم متفرق نہ ہونا"۔

ایک دن حضور ﷺ اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے تو آپؐ نے دیکھا کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد کے صحن کے ایک کونے میں موجود ہیں اور قرآن پر مذاکرہ ہو رہا ہے' چند صحابی اور موجود ہیں جو قرآن پر غور و فکر میں مصروف ہیں' درس و تدریس ہو رہی ہے' تو روایات میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کے چہرے پر بڑی خوشی اور بشاشت کے آثار رونما ہوئے۔ آپؐ ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: "کیا تم لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور میں تمہاری طرف اللہ کی طرف سے بھیجا گیا رسول ہوں؟" صحابہ کرامؓ نے کہا: "یا رسول اللہ! کیوں نہیں؟ ہم نے گواہی دی اس بات کی۔ ہم مانتے ہیں' تسلیم کرتے ہیں"۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اب خوشخبریاں مناؤ' تمہارے لئے بشارت ہے کہ یہ قرآن اللہ کی وہ رسی ہے' جس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے"۔ جب بھی حضورؐ کے صحابیوں میں سے دو ساتھی آپس میں ملتے تھے تو ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوتے تھے جب تک ان میں سے ایک دوسرے کو سورۃ العصر نہیں سنا دیتا تھا۔ وہ ایک دوسرے کو یاد دلاتے تھے کہ دیکھو یہ دنیا کی زندگی عارضی ہے' اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے اور اگر وہاں اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہو تو ایمان' عمل صالح' تواصی بالحق اور تواصی بالصبر پر مضبوطی سے کاربند رہو۔

اس کے ساتھ ہی فرمایا: ﴿وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ "اور آپس میں متفرق نہ ہونا"۔ بدقسمتی سے آج اُمت مسلمہ تفرقہ و تعصب کا شکار ہے' من دیگرم تو دیگری کی صورت ہے' مساجد الگ الگ مسالک کی ہیں اور بعض مساجد پر تو لکھ دیا جاتا ہے کہ اس مسجد میں فلاں مسلک سے تعلق رکھنے والا نماز ادا نہ کرے۔ کفر کے فتوے ہیں' جبکہ قرآن کا حکم یہ ہے کہ تفرقے میں مبتلا نہ ہونا۔ اور اس لفظ کو Link up کیا ہے قرآن کے ساتھ۔

اس سلسلے میں مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی زندگی کا بہت خوبصورت واقعہ ہے۔ جب وہ مالٹا میں جلاوطنی کی سزا بھگتنے کے بعد واپس برعظیم میں آئے تو سب سے پہلے علمائے دیوبند کی مجلس طلب کی اور اپنے خطاب میں انہوں نے فرمایا: "میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دُنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔ ایک ان کا قرآن چھوڑ دینا' دوسرے آپس کے اختلاف اور خانہ جنگی۔ اس لئے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے' بچوں کے لئے لفظی تعلیم کے مکاتب بستی بستی میں قائم کئے جائیں' بڑوں کو عوامی درسِ قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لئے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔" آگے فرمایا:

﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا﴾

"اور اللہ کی اس نعمت (احسان) کو یاد کرو جب تم باہم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا فرما دی پھر تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے"۔

ظاہر ہے جب تک اسلام قبول نہیں کیا تھا ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ عربوں کی زندگی غارت گری تھی' ایک دوسرے کے خلاف اقدامات تھے' لوٹ مار تھی' قتل و غارت تھا' لیکن اسلام کا نور جب انہیں حاصل ہو گیا تو وہ سب باہم بھائی بھائی بن گئے۔

ہجرت کے بعد حضور ﷺ نے کس طرح مکہ مکرمہ کے مہاجرین اور مدینہ منورہ کے انصار کے درمیان مواخات قائم کی' تاریخ انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ مواخات کے معنی ہیں بھائی بھائی قرار دینا۔ لہٰذا لٹے پٹے مہاجرین اور انصار کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دے دیا۔ اب انصار نے گھر' مال' زمین سب کچھ مہاجر بھائیوں کے ساتھ برابر تقسیم کئے۔ اس سے بڑھ کر کوئی قربانی ہو سکتی ہے؟ آگے فرمایا:

﴿وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا﴾

"اور تم تو آگ کے دہانے تک پہنچ چکے تھے' پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بچایا۔"

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری اور تم لوگوں کی مثال ایسی ہے کہ آگ کا بہت بڑا الاؤ روشن ہے۔ تم پروانہ وار اس آگ میں کودنے کی کوشش کر رہے ہو اور میں تمہارے کپڑے پکڑ پکڑ کر تمہیں اس سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ کسی طرح تمہیں جہنم کا نوالہ بننے سے بچا لوں۔

﴿كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝﴾

"اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیات کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت تک پہنچ سکو۔"

مسلمانوں کو حکم دیا کہ اتباع کرو اُس نور کا جو ہم نے نازل فرمایا اپنے بندے محمد رسول اللہ ﷺ پر۔ قرآن نور ہے۔ اس نور کی وجہ سے تمہیں معلوم ہو گیا کہ تمہاری فوز و فلاح کس راستے میں ہے۔

اب آیئے تیسری اور آخری آیت کی طرف۔ اس کو میں اس طرح بیان کرتا ہوں جیسے مسجد کے منبر کی تین سیڑھیاں ہیں۔ پہلی سیڑھی یہ ہے کہ خود اللہ کے بندے بنو' اپنے اندر خدا خوفی پیدا کرو۔ دوسرے یہ کہ ایمان و تقویٰ پیدا کرنے کے لئے قرآن کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرو۔ اور تیسری سیڑھی یہ کہ:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُونَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾

"اور تمہارے اندر ایک جماعت موجود رہنی چاہئے جو خیر کی طرف دعوت دینے والی ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہو"۔

دعوت الی الخیر کا سب سے بڑا مصداق دعوت الی القرآن ہے۔

یہ قرآن اس دنیا میں تمام نعمتوں سے' تمام دولتوں سے بڑھ کر دولت ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا وہ فریضہ ہے جو قرآن ہر مسلمان پر عائد کر رہا ہے۔ آخر میں واضح کر دیا گیا کہ اگر اس پر عمل نہیں کرتے تو آخرت میں فوز و فلاح اور مرنے کے بعد کی زندگی میں نجات کی کوئی امید نہ رکھو۔ ان آیات کا اختتام ان الفاظ پر ہوا:

﴿وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝﴾

"صرف یہی وہ لوگ ہوں گے کہ جو اللہ کے ہاں کامیاب شمار ہوں گے۔"

فوز و فلاح اور نجات کا دارومدار ان چیزوں پر ہے کہ خود اللہ کے بندے بنو اور قرآن حکیم پر عمل کر کے اس کو اپنا لائحہ عمل بناؤ۔ اس کے تقاضوں کو ادا کرو' اسے پڑھو' اسے سمجھو' اس پر غور و فکر کرو۔ اس سے ایمان پیدا ہوگا' تقویٰ پیدا ہوگا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ جس دین کو اختیار کیا ہے اب اس کے داعی بھی بن کر کھڑے ہو' اسے دوسرے لوگوں تک پہنچاؤ۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم دوسروں تک دین کیا پہنچائیں خود مسلمان ہی مستحق ہیں کہ دین کی صحیح تعلیم ان تک پہنچ جائے۔ یہ تیسرا تقاضا ہے جو منبر کی سب سے اونچی سیڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر وہ حقیقی ایمان و تقویٰ پیدا کرے۔ پھر وہ قرآن جو ہمارے گھروں کی زینت تو ہے' اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے ساتھ جُڑنے کی توفیق عطا فرمائے' اس کے جملہ تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

(مرتب: فرید اللہ خان مروت)

ہونی اور انہونی

ایوب بیگ مرزا

ہفتہ رفتہ کے دوران پاکستان میں دو انتہائی اہم واقعات ہوئے ایک یہ کہ ایم ایم اے اور حکومت پاکستان کے درمیان سمجھوتہ طے پا گیا اور دوسرا صدر جنرل مشرف پر خودکش حملہ۔ ان میں سے پہلے کو ہونی اور دوسرے کو انہونی قرار دیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک ایم ایم اے اور حکومت کے درمیان سمجھوتے کا تعلق ہے اگرچہ اس میں بہت زیادہ وقت لگا۔ گزشتہ چودہ ماہ میں کئی مرتبہ مذاکرات ناکامی سے دوچار ہو کر ختم ہو گئے۔ نہ صرف باہمی مذاکرات کا خاتمہ ہوا بلکہ فریقین نے ایسا رویہ اختیار کیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو گئے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف دھمکی آمیز بیانات دیئے گئے۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ جنرل مشرف نے فوجی انداز میں سب کچھ لپیٹ دینے کی دھمکی دی۔ اسمبلی کو بدتہذیب ہونے کا طعنہ دیا۔ ادھر سے بھی ”ظالمو قاضی آ رہا ہے“ کا نعرہ لگا۔ حافظ حسین احمد جو پیر پگارو کے انداز میں طعن اور طنز کرنے میں بڑی مہارت رکھتے ہیں' الفاظ کے ہیر پھیر سے حکومتی صفوں پر گولہ باری کرتے رہے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر بعض لوگ فکرمند ہو جاتے تھے اور ان خیالات کا اظہار کرتے تھے کہ ایم ایم اے اور حکومت میں معاہدہ نہیں ہو سکے گا۔ بعض دانشور حضرات تو اسمبلیاں ٹوٹنے اور وزیراعظم بدلنے کی تاریخیں بھی دینے لگے تھے لیکن راقم کی روزِ اول سے رائے تھی کہ چاہے وقتی طور پر پوائنٹس گول کرنے کے لئے فریقین ایک دوسرے کے خلاف تلواریں کیوں نہ نکال لیں بالآخر ایل ایف او پر سمجھوتہ طے پا جائے گا اس لئے کہ دنیوی دوستی اور اتحاد کے لئے مثبت عنصر سے منفی عنصر زیادہ فیصلہ کن ہوتا ہے۔ سمجھوتہ اس لئے نہیں ہوا کہ مشرف یا جمالی کی قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن سے ذہنی ہم آہنگی تھی یا ہے بلکہ اس لئے طے پا گیا کہ دونوں کو مقبول عوامی لیڈروں نواز شریف اور بے نظیر سے خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ اگر انہیں موقع مل گیا تو عوام ملٹری اور ملّاں دونوں کو مسترد کر دیں گے اسی لئے ایم ایم اے کو ملٹری ملّاں الائنس بھی کہا گیا۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ حکومت اور ایم ایم اے کو نواز شریف اور بے نظیر کے خطرے نے سمجھوتے پر مجبور کیا۔

جہاں تک دوسرا واقعہ یعنی صدر مشرف پر خودکش حملہ کا تعلق ہے راقم کے نزدیک یہ ایک انہونی تھی جو بہرحال ہو گئی۔ پاکستان میں اس سے پہلے خودکش حملے کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اس بات کو بڑے حتمی اور قطعی انداز میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ کسی پاکستانی تنظیم کی حرکت نہیں ہو سکتی۔

صدر مشرف شروع ہی سے سیکولر سوچ رکھتے ہیں لیکن نائن الیون کے بعد مذہبی جماعتوں اور ان کے رہنماؤں کے خلاف کریک ڈاؤن سے مذہبی سوچ رکھنے والے لوگ ان کے سخت مخالف ہو گئے۔ لہٰذا اب کوئی مذہبی رہنما اگر قتل ہو جائے تو انگلی جنرل مشرف کی طرف اٹھتی ہے اور اگر جنرل مشرف کے خلاف کوئی اقدام ہو تو مذہبی جماعتوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ راقم کی رائے میں یہ دشمنوں کی کارستانی اور ہماری کم فہمی اور کم عقلی کا نتیجہ ہے۔ بہرحال جس کسی نے' جس بنیاد پر بھی یہ انتہائی احمقانہ' شرانگیز اور بزدلانہ فعل کیا ہے وہ کسی طور پر بھی قابل معافی نہیں ہے۔ راقم کے پاس الفاظ نہیں کہ وہ اس کی مذمت کر سکے جب خالق کائنات ایک انسان کے قتل ناحق کو انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے تو سولہ انسانوں کا خون ناحق اپنے سر لینے والے اسلام سے اپنا رشتہ کیسے جوڑ سکتے ہیں۔

لہٰذا راقم کسی طور پر بھی یہ قبول کرنے کو تیار نہیں کہ یہ کسی مذہبی تنظیم کا فعل ہے' البتہ یہ ممکن ہے کہ دشمنانِ اسلام اور پاکستان نے بعض جذباتی مذہبی افراد کو اپنے ناپاک مقاصد کے حصول کے لئے آلۂ کار بنایا ہو۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ بعض لوگ مشرف کی پرو امریکہ پالیسی خصوصاً افغانستان کے حوالہ سے یوٹرن کی وجہ سے مشرف کو اسلام کا دشمن اور بش کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنی اس انتہا پسندانہ سوچ کی وجہ سے دشمن کے جال میں پھنس سکتے ہیں اور دشمن ایک تیر سے دو شکار کر رہا ہے۔

اس حادثے کے بارے میں راقم کی رائے یہ ہے کہ بش اور امریکی انتظامیہ نے صدر مشرف سے جو کام لینا تھا وہ لے چکے' جس طرح افغانستان سے سوویت یونین کی پسپائی کے بعد جنرل ضیاء الحق امریکہ کے لئے بے کار ہو گئے بلکہ جنیوا معاہدے کی مخالفت کی وجہ سے امریکہ کے لئے ناقابل برداشت ہو گئے تھے' اسی طرح امریکہ محسوس کرتا ہے کہ عراق کی دلدل میں پھنسنے کی وجہ سے افغانستان کے بارڈر پر جنرل مشرف فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مزید برآں پاکستان کے ایٹمی اسلحے پر فوج کا تسلط ہے' فوج جانتی ہے کہ وہ روایتی اسلحے سے بھارت سے جنگ کے قابل نہیں لہٰذا وہ امریکہ کی ہر بات تسلیم کر لے گی سوائے ایٹمی اسلحہ سے دستبرداری کے۔ اس حوالے سے جنرل مشرف کا ایک بیان خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ہم نے طے کیا ہوا ہے کہ ہم نے کس حد تک پیچھے ہٹنا ہے۔ اور امریکہ کے اب پاکستان سے دو مطالبے ہیں ایک یہ کہ وہ افغانستان میں مزاحمت کے خاتمے کے لئے صحیح معنوں میں امریکہ کی مدد کرے اور دوسرا یہ کہ پاکستان اپنی ایٹمی صلاحیت ختم کر دے تا کہ اسرائیل کو دور دور کوئی خطرہ نہ رہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ پاکستان کی فوج یہ محسوس کرتی ہے کہ کرزئی کا کابل سے باہر کوئی کنٹرول نہیں اور بھارت شمالی اتحاد کے ذریعے پاکستان کے شمال مغربی سرحد پر رسائی حاصل کر رہا ہے لہٰذا پاک فوج کے پاس کوئی چوائس نہ تھی سوائے اس کے کہ ایک بار پھر طالبان کو کسی حد تک متحرک کر دیا جائے تا کہ امریکہ پاکستان کی سیکورٹی کے حوالہ سے سودے بازی پر مجبور ہو۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ سب کچھ امریکہ سے پوشیدہ رہے لہٰذا عین ممکن ہے کہ افغانستان کے کسی انتہا پسند گروپ کو ورغلایا گیا ہو کہ یہ شخص امریکہ کا ایجنٹ اور اسلام کا دشمن ہے' لہٰذا اس کا خاتمہ جنت کمانے کے مترادف ہو گا۔ اس بات کی تصدیق ہو چکی ہے کہ صدر مشرف پر خودکش حملہ کرنے والے افغانی تھے امریکی انتظامیہ کے ذہن میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح جنرل ضیاء الحق کی ہلاکت کے بعد گیارہ سال تک کوئی جرنیل اقتدار پر قبضہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکا عین ممکن ہے کہ جنرل مشرف کے ہلاک ہونے سے جرنیل خوفزدہ ہو جائیں اور وہ اپنے بقیہ مقاصد اب فوجی قیادت کی بجائے سیاسی قیادت سے پورے کرائے۔

صدر مشرف پر خودکش حملہ کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرنے کے بعد راقم صدر مشرف کی خدمت میں بھی چند گزارشات پیش کرنا چاہے گا۔ ایم ایم اے سے سمجھوتہ کرنے کے لئے انہوں نے اپنے رویئے میں لچک دکھا کر سیاسی سوجھ بوجھ کا مظاہرہ کیا ہے جو قابل تحسین ہے۔ راقم کی رائے میں وہ سیاسی حوالہ سے مزید حقائق کا اعتراف

کریں اور اے آر ڈی کی طرف بھی دوستی کا ہاتھ بڑھائیں وہ بیچ کے بعض لوگوں سے مدد حاصل کر کے نواز شریف اور بے نظیر سے بھی اختلافات ختم کرنے کی کوشش کریں۔ ق لیگ والے نواز شریف اور بے نظیر سے کم کرپٹ نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں وہ اس حقیقت کو سمجھنے اور تسلیم کرنے کی کوشش کریں کہ پاکستان کی بنیاد اور اس کے وجود کا جواز صرف اور صرف اسلام ہے۔ پاکستان کو اسلام سے دور کرنا مچھلی کو پانی سے باہر نکالنے کی مانند ہوگا۔ آپ اس سے گمراہ مت ہوں کہ مولویوں کو تو صرف اتنے فیصد ووٹ ملتا ہے۔ لوگ مولویوں کو ووٹ دیں یا نہ دیں وہ اسلام کے خلاف بات نہیں سن سکتے۔ وہ اسلام سے اپنا جذباتی لگاؤ ختم نہیں کر سکتے اس لئے عوام کی مہاریں زبردستی سیکولرزم کی طرف موڑنے سے تصادم کی راہ کھلے گی جو بہت مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔ امریکہ کھل کر اسلام دشمنی پر اتر آیا ہے۔ مسلمان اگرچہ ابھی کسی سطح پر بھی دشمن کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ افغانستان اور عراق کے خلاف جنگ سے عوام اور خواص سب میں یہ شعور بیدار ہوگیا ہے اور وہ جان اور پہچان گئے ہیں کہ امریکہ ہمارا اصل دشمن ہے۔ حجام کی دکان ہو یا دانشوروں کا اجتماع ہو امریکہ کی اسلام دشمنی کے بارے میں سب یکسو ہیں۔ اس صورت میں جنرل صاحب آپ کا امریکی دوستی کے حق میں بیان چاہے وہ سفارت کاری کیوں نہ ہو عوام کو تیر کی طرح لگتا ہے۔

جنرل صاحب اہم ترین بات پیٹ کے حوالہ سے ہے عوام کی زندگی مہنگائی کے ہاتھوں اجیرن ہے۔ مائیں بچوں کو دریا کی لہروں کے سپرد کر کے خودکشیاں کر رہی ہیں۔ سفید پوش لوگوں کی حالت دیدنی ہے۔ وہ نہ مردوں میں ہیں' نہ زندوں میں۔ ایسی صورت میں جب عوام تک یہ خبریں پہنچتی ہیں کہ چودہ ماہ سے اسمبلیوں میں ڈیسک بجانے والوں کی مراعات میں صد فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے۔ وزیروں اور مشیروں کے لئے نئی گاڑیاں خریدی جا رہی ہیں اور تو اور جب آپ کے لاڈلے وزیر خزانہ فخریہ اعلان کرتے ہیں کہ زر مبادلہ کے ذخائر بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں تو یہ عوام کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہوتا ہے جنرل صاحب عوام کو اقتصادی لحاظ سے ریلیف دینے کے لئے کچھ کریں۔ اس سے پہلے کہ بھوک انسانوں کو درندگی یا کفر کی طرف لے جائے' عوام کی حالت سنوارنے کے لئے کچھ کریں۔ آپ کو یقیناً ماں کی دعائیں حاصل ہوں گی لیکن اس خاکسار کی رائے میں حکمران کو ماں کی دعاؤں کی نسبت عوام کی دعاؤں کی زیادہ ضرورت ہے۔ ○○

اعتذار محترم سردار اعوان صاحب کے سلسلہ وار مضمون "معاشیات" کی تیسری قسط موجودہ شمارے میں بوجوہ شامل اشاعت نہ ہو سکی۔ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیے۔

ہماری کامیابی نظامِ خلافت میں

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس وقت پوری گلوب پر عالمی تہذیب کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اپنے پرائے سب اس کے اسیر بن گئے ہیں گویا یہ نظام "چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر" کے مصداق ہے۔ یہ ظاہری طور پر نگاہوں کو خیرہ کرتی ہیں لیکن درحقیقت ان کے چھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہیں۔ دوسروں کی طرح سرزمین خداداد کے روشن خیال بھی اس نظام کے پجاری بن گئے ہیں۔ لہٰذا راقم اس نظام کے عنایات کو ذیل کے خطوط میں ہدیہ قارئین کر رہا ہے۔

(1) اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ موجودہ وقت میں بے روزگاری انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ حصولِ رزق کی تلاش میں لوگ مارے مارے پھر رہے ہیں۔ عالمی ادارہ کی اشاروں پر آن سروس لوگ بھی کبھی گولڈن شیک ہینڈ اور کبھی دوسرے حیلوں کے ذریعے فارغ کر دیئے جاتے ہیں۔ جبکہ ہر سال ہزاروں لوگ یونیورسٹیوں سے فارغ ہوتے ہیں۔ گویا اس نظام کے مریدوں کے فلک شگاف نعرے گوشِ سحاب میں سرگوشیاں کرتے ہیں لیکن یہ صرف نعروں کی حد تک محدود ہیں۔ عملی طور پر کھوکھلے ہیں۔ یہ تو عوام کو مسائل سے دو چار کرتے ہیں نہ کہ ان کے مسائل کو حل کر دیتے ہیں۔

(2) نوکریوں پر پابندی ہے چند مخصوص نشستیں گویا وہ بھی چند مخصوص لوگوں تک محدود ہوتی ہیں لہٰذا اس نظام نے عوام کے منہ سے نوالہ نکال دیا۔ اور ان کے لئے پریشانیوں میں اضافہ کر دیا ہے۔

(3) این جی اوز کو مکمل آزادی دی گئی ہے۔ گویا روزانہ اخبارات میں لمبے چوڑے اشتہارات آتے ہیں۔ درحقیقت ان کا مقصد مرد و زن کے فرق کو ختم کرنا اور لبرل ازم کو ترقی دینا ہے۔ جس طرح میں نے پہلے ذکر کیا نوکریوں پر پابندی ہے لوگ حصولِ رزق کے لئے پریشان ہیں۔ اس لئے این جی اوز میں نوکری ملنا بھی اس کے لئے غنیمت سے کم نہیں۔

(4) مہنگائی میں اضافہ سالانہ نہیں بلکہ ہفتہ وار ہوتا ہے۔ اس بے انتہا مہنگائی نے لوگوں کی کمر توڑ دی ہے۔ دوسری طرف تنخواہ صرف ایک ہزار اور دو ہزار تک محدود ہوتی ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ موجودہ وقت میں ایک معمولی گھرانے کا خرچہ کتنا ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ نظام لوگوں کو اس پر مجبور کرتا ہے کہ وہ چوری کرے' ڈاکہ زنی شروع کرے۔ رشوت کے بغیر کام نہ کرے۔ بلکہ اس نظام نے دفتروں میں رشوت کو لازم و ملزوم کا درجہ دے رکھا ہے۔

(5) اشیائے خورد و نوش' پٹرول وغیرہ کی قیمتوں میں بے انتہا اضافہ لوگوں کی برداشت سے تجاوز کر گیا ہے۔ لہٰذا موجودہ نظام عوام کو سہولتیں دینے کی بجائے ان کی سہولتیں چھین لیتے ہیں۔ آئے روز گاہک و دکاندار' کنڈیکٹر اور سواری دست و گریباں ہوتے ہیں۔ آپ سے زیادہ اور کسی کو علم ہے یہ سب کس نظام کی کرم فرمائی ہے۔ حضور ﷺ کی یہ حدیث کہ اکثر فقر لوگ کفر کو پہنچاتے ہیں۔ اس نظام نے لوگوں کو کفر کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہے اور یَبِیعُ دِیْناً بِعَوضٍ مِنَ الدُّنْیَا وَالاٰخِرَۃِ بالکل یہی وقت آ گیا ہے۔

لہٰذا یہ وقت کا تقاضا اور ضرورت ہے کہ ان تمام مصائب و مشکلات سے نجات کے لئے جن کا لوگوں کو سامنا ہے ان کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ ہم نظامِ طاغوت پر راضی ہو گئے ہیں۔

مغرب کی غلامی پہ رضامند ہوا ہے تو   مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے' یورپ سے نہیں ہے

اس نظام نے لوگوں کو ذہنی مریض کر دیا ہے۔ ان تمام مسائل کا حل اور ہماری کامیابی نظامِ خلافت میں ہے۔ اس نظام کو قائم کرنے کے لئے اس کے ثمرات لوگوں کو دکھانے کے لئے اللہ کے حضور میں سرخروئی کے لئے آیئے دنیا ہمارے ساتھ چلے۔ یہی نظام بچوں کے لئے وظائف کا بندوبست کرتا ہے۔ لوگوں کو روزگار فراہم کرتا ہے۔ ان کو سر چھپانے کے لئے جگہ دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جو شخص شادی کرنے کے لئے مال و متاع نہیں رکھتا ہو اس کے لئے شادی کا بندوبست بھی اسلامی نظام کرتا ہے۔ ﴿فَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ اس کے بعد اگر کوئی کسی پر دست درازی کرے' کسی کی عزت لوٹے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جاتے ہیں۔

موجودہ وقت میں امام مالکؒ کا یہ قول آب زر سے لکھنے کے قابل ہے: لایصلح ھذہ اخر الامۃ الا بما صلح بما اولھا حضور ﷺ نے توحید کی دعوت دے کر لوگوں کو ایک جماعت کی صورت میں منظم کیا۔ قرآن عظیم الشان سے ان کا تزکیہ کیا۔ پھر اس وقت کے نظام طاغوت سے ٹکرایا۔ لہٰذا حضور ﷺ کا منہج انقلاب نبویؐ ہمارے سامنے اظہر من الشمس کی طرح پڑا ہے۔ اب بھی وقت ہے' نظام طاغوت سے نجات اور نظامِ خلافت کے قیام کے لئے:

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

(مرسلہ: نبی محسن باجوڑ)

نیا سال مبارک ہو!

تحریر: جناب فرید اللہ خان مروت ادارتی معاون ''ندائے خلافت''

دسمبر کا ہر دن ہمیں احساس دلاتا ہے کہ چند ہی دنوں بعد ایک اور سال ماضی کی گرد میں دب جائے گا' ہمیں ایک نئے سال کے چکر میں الجھا کر کہیں کھو جائے گا۔ ہم ہر سال بڑے شوق اور اہتمام کے ساتھ Happy New Year کے کارڈز خریدتے ہیں۔ مگر ہر سال ہی انہیں بھیجنے میں دیر کر دیتے ہیں۔ کیونکہ آج کل کہر اور دھند صرف موسموں پر نہیں بلکہ دل پر چھائی رہتی ہے' دسمبر کی دھند کی طرح دکھوں کی یخ دھند میں لپٹا یہ تنہا اداس دل کوشش کے باوجود مائل گفتار نہیں ہو پاتا کہ کسی کو نئے سال کی مبارک باد بھیج سکے۔

اس سال بھی بڑے اہتمام کے ساتھ نئے سال کے کارڈز خریدے مگر دل کی وہی اداس کیفیت رہی۔ نئے سال کے اس پہلے لمحے بہت دل چاہا کہ سب دوستوں کو مبارک باد بھیج دوں' مگر پچھلے کئی مہینوں سے ماؤں کی گرم گودوں سے پرے' بارود کی بارش میں بھیگتے افغان بچوں نے نئے سال کی ساری خوشیوں کو خواب و خیال کر دیا۔ کئی سال سے اپنے وطن میں رعیت کی زندگی گزارنے والے فلسطینی نے میرے لفظوں پر خون کے چھینٹے ڈال کر ان کے اثر کو ختم کر دیا ہے۔ وادیٔ کشمیر کی پاکدامن دوشیزہ کی لٹتی ہوئی عصمت' آزادی کے طلب گار نوجوانوں کی لاشوں اور والدین کی شفقتوں سے محروم ہو جانے والے کمسن بچوں نے میرے لفظوں کی ساری رعنائیوں کو مٹی میں رلا دیا۔ جنگوں میں ہزاروں بے گناہ اور بے بس لوگوں کی موت مدتوں تک موسم کو مایوسی میں مبتلا رکھے گی۔ دنیا کے لاکھوں انسانوں کو آج بریڈ کی بجائے بم اور بارود ملتا رہا جبکہ دوسری طرف تہذیب کے علمبردار دنیا کی معیشت پر اپنا کنٹرول برقرار رکھنے کی خاطر لاکھوں ٹن غلہ سمندروں میں پھینکتے رہے۔ پتہ نہیں انسانی حقوق کے دعویداروں کی نگاہوں سے افریقی قحط زدہ لوگ کیسے اوجھل رہ گئے' جو گندم کے چند دانوں کے لئے ترستے ہیں اور درختوں کے پتے اور جڑیں کھا کر پیٹ کی آگ بجھاتے ہیں۔ برفانی ریچھ کی بقا کی کوششیں کرنے والے اس سال بھی کشمیر کی بیٹی کی آواز نہ سن سکے۔ سبز کچھوے کی ضروریات کا خیال رکھنے والے اور اس کی نسل کو ختم ہونے سے بچانے کے لئے لاکھوں ڈالر خرچ کر دینے والے عراقی نونہالوں کی بے بسی اور بے کسی کا اندازہ کیوں نہ کر سکے۔ پورا سال عالمی امن کی ٹھیکیدار تنظیم اقوام متحدہ عالمی طاقتوں کی وکیل بنی رہی۔

میرا دل نئے سال کی مبارک باد بھیجنے کی بجائے کئی خواہشات دل میں دبائے بیٹھا ہے۔ نئے سال کا عجیب دن ہوگا' جب ہم دیکھیں گے کہ بادشاہِ وقت راتوں کو اپنی رعایا کی خبر لے اور دن کے وقت عام مجلس میں لوگوں کی شکایات سنتا رہے' اس وقت ایک بوڑھا اور ضعیف شہری اس کے جسم پر موجود لباس کے متعلق سوال کرے تو وہ اپنی صفائی کے لئے اپنے بیٹے کو کھڑا کر دے۔ کسی کورٹ کے جج کے دروازے پر کوئی دربان کسی انصاف کے طلب گار کا راستہ روکنے کے لئے کھڑا نظر نہ آئے۔

منصفوں کی آنکھوں پر کوئی ایسا چشمہ لگا ہو جو اپنے اور پرائے کی تمیز نہ کر سکنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ کوئی نوجوان ڈگریوں کو احتجاجاً سرِ بازار جلاتا ہوا نظر نہ آئے۔ معصوم بچے کسی چوک پر غبارے یا اخبار بیچنے کی بجائے قلم سے کاپی پر لکھ رہے ہوں۔ ہم قدم قدم پر اپنی شکستوں کا شمار نہ کر رہے ہوں۔ بیتے لمحوں کے غموں کو آنے والے لمحوں کی خوشیوں میں بدل سکے۔ ہم گولی چلانے کی بجائے محبت کرنا سیکھ سکے۔ گالیوں کی زبان میں بات کرنے والوں کو گلوں کا لہجہ اپنانے کا ہنر مل سکے۔ کوئی مسیحا جلاد کا کلہاڑا اٹھائے نہ کھڑا ہو۔ اپنے کندھوں پر محافظانِ شہر کے پھول سجانے والے لٹیرے نہ بنیں۔ کوئی بیٹا بیمار ماں کی علاج نہ کروا سکنے پر خودکشی نہ کرے۔ کوئی باپ غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے معصوم لختِ جگر کو زہر نہ پلائے۔ بزرگوں کی عظمت کی دھجیاں نہ اڑیں۔ کوئی قانون سے بالاتر نہ رہے۔ شہر کی مشہور شاہراہوں پر ڈاکو سب کچھ چھین کر نہ لے جا سکیں۔ کوئی جاگیردار کسی مزدور کی عزت سے نہ کھیل سکے۔ اپنے اپنے آشیانوں کی تعمیر کرنے والے ملک کی تعمیر کا بھی سوچ سکیں۔ مادیت کی دوڑ اور دولت کی حرص میں مبتلا دل ہمدردی کے معنی جان سکیں۔ کمار سانو اور مائیکل جیکسن کو ہیرو ماننے والے ڈاکٹر قدیر خان کو جان سکیں۔ جولیا رابرٹ اور میڈونا کی پیروی کرنے والیوں کو عائشہؓ اور فاطمہؓ کی زندگیوں کے بارے میں معلوم ہو سکے۔

شراب کی محفلوں میں تقریریں کرنے والے عملی طور پر کچھ کر سکیں۔ مادرِ ملت کا سال منانے والے بابائے قوم کے خواب کے مطابق وطن کی تعمیر کر سکیں۔ انٹرنیٹ ایجاد کرنے والے کوئی ایسا سافٹ ویئر بھی بنا سکیں جو دور دراز سے معلومات جمع کرنے کے ساتھ ساتھ پہلو میں بیٹھے ساتھی کے احساسات کو جاننے میں مدد کر سکے۔ آنے والا وقت دکھوں کی چادر اوڑھنے کی بجائے خوشیوں کی خلعت پہن کر ہمارے پہلوں میں سما سکیں۔

ہمارے لفظ دلوں پر نشتر چلانے کی بجائے مرہم جان کا سبب بن سکیں۔ عام شہری کو بہت کچھ نہیں تو کم از کم کھانے کو سوکھی روٹی ہی مل سکے۔ نئے سال میں کسی روز صبح صبح خون کو منجمد کر دینے والے مناظر سے بھرے اخبار کی بجائے پرندوں کی چہکار سننے کو ملے۔

ہم نئے سال کے اس پہلے لمحے آپ کو مبارکباد کا کوئی پیغام بھیجنے کی بجائے خواہشوں کے غلاف میں لپیٹ کر چند تمنائیں' تھوڑی سی آرزوئیں اور ذرا سی محبتیں بھیج رہے ہیں۔ امید ہے کہ آپ تک پہنچ جائیں گے۔

وظیفہ برائے نابینا خواتین

قارئین! اگر آپ کسی بے سہارا نابینا خاتون کو جانتے ہوں جو پاکستان کے درج ذیل شہروں میں کسی شہر میں رہتی ہوں' اور جن کے پاس شناختی کارڈ بھی ہو' اور انہیں کہیں سے بھی امداد نہیں ملتی ہو تو ان کا نام' پتہ' شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی' نابینا ہونے کا ثبوت' افرادِ خانہ کی تفصیل اور حالت بینائی لکھ کر روانہ کریں ہم ان کو ماہانہ وظیفہ مقرر کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کارِ خیر میں مدد کا اجر دے آمین!

سندھ: ٹھٹھہ' حیدرآباد' دادو' لاڑکانہ' نواب شاہ' خیرپور' میرپور خاص' سکھر' بدین' گھوٹکی' نوشہرو فیروز' شکارپور' جیکب آباد

پنجاب: صادق آباد' رحیم یار خان' خانپور' بہاولپور' بہاولنگر' خانیوال' ملتان' ساہیوال' لاہور' گوجرانوالہ' گجرات' جہلم' فیصل آباد' جھنگ' میانوالی' سرگودھا' شیخوپورہ' سیالکوٹ' ڈیرہ غازی خان' بوریوالہ' راولپنڈی

بلوچستان: پسنی' گوادر' تربت' قلات' کوئٹہ' پشین' بی

سرحد: ڈیرہ اسماعیل خان' کوہاٹ' بنوں' پشاور' مردان' نوشہرہ' صوابی' منگورہ' ایبٹ آباد

اسلام آباد اور میرپور آزاد کشمیر

امینہ خطیب فاؤنڈیشن پوسٹ بکس 5619 کراچی 74000

سرسید نے انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کی پہلی "بغاوت" کے اسباب کا مفصل جائزہ ایک رسالے کی شکل میں بغاوت کے بعد پیش کیا تھا ہم "بغاوت" برپا کرنے سے پہلے اسباب کا خلاصہ سرسید ہی کے الفاظ میں پیش کر رہے ہیں۔

"اسبابِ بغاوتِ ہند"

سید قاسم محمود

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہم کو بتانا چاہئے کہ سرکشی کے کیا معنی ہیں۔ جان لو کہ اپنی گورنمنٹ کا مقابلہ کرنا یا مخالفوں کی مدد کرنا اور ان کے شریک ہونا یا مخالفانہ ارادے سے حکم کا نہ ماننا اور نہ بجالانا یا رعیت کا نڈر ہو کر آپس میں لڑنا یا نڈر ہو کر گورنمنٹ کے حقوق اور حدود کو توڑنا یا اپنی گورنمنٹ کی محبت اور خیر خواہی دل میں نہ رکھنا اور مصیبت کے وقت طرف داری نہ کرنا سرکشی ہے۔

اس نازک وقت میں جو 1857ء میں گزرا' ان میں سے کوئی قسم بھی سرکشی ایسی نہیں ہے جو نہ ہوئی ہو۔ 1857ء کی سرکشی میں یہی ہوا کہ بہت سی باتیں ایک مدت دراز سے لوگوں کے دل میں جمع ہوتی جاتی تھیں اور بہت بڑا میگزین جمع ہو گیا تھا۔ صرف اس کی شتابی میں آگ لگانی باقی تھی کہ سال گزشتہ میں فوج کی بغاوت نے اس میں آگ لگا دی۔

جس قدر اسباب سرکشی کے جمع ہو گئے' اگر غور کر کے سب کو احاطہ میں لایا جائے تو پانچ اصول مبنی ہوتے ہیں:

1) غلط فہمی رعایا یعنی برعکس سمجھنا تجاویز گورنمنٹ کا۔
2) جاری ہونا ایسے آئین اور ضوابط اور طریق حکومت کا جو ہندوستان کی حکومت اور ہندوستانیوں کی عادات کے مناسب نہ تھے یا مضرت رسانی کرتے تھے۔
3) ناواقف رہنا گورنمنٹ کا رعایا کے اصلی حالات اور اطوار اور عادات اور ان مصائب سے جو ان پر گزرتی تھیں اور جن سے رعایا کا دل گورنمنٹ سے پھٹا جاتا تھا۔
4) ترک ہونا ان امور کا ہماری گورنمنٹ کی طرف سے جن کا بجالانا ہماری گورنمنٹ پر ہندوستان کی حکومت کے لئے واجب اور لازم تھا۔
5) بدانتظامی اور بے اہتمامی فوج کی۔

اب ہم ان پانچوں اسباب کی تفصیل جدا جدا بیان کرتے ہیں:

(سبب اول) غلط فہمی رعایا یعنی برعکس سمجھنا تجاویز گورنمنٹ کا:

اس مقام پر جتنی باتیں ہم بیان کرتے ہیں ان سے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ درحقیقت ہماری گورنمنٹ میں یہ باتیں تھیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ لوگوں نے یوں غلط سمجھا اور سرکشی کا سبب ہو گیا۔ اگر ہندوستانی آدمی بھی لجس لیٹو کونسل میں مداخلت رکھتے تو یہ غلط فہمی واقع نہ ہوتی۔

کچھ شبہ نہیں کہ تمام لوگ جاہل اور قابل اور اعلیٰ اور ادنیٰ یقین جانتے تھے کہ ہماری گورنمنٹ کا دلی ارادہ ہے کہ مذہب اور رسم و رواج میں مداخلت کرے اور سب کو کیا ہندو اور کیا مسلمان عیسائی مذہب اور اپنے ملک کی رسم و رواج پر لاڈالے اور سب سے بڑا سبب اس سرکشی میں یہی ہے۔

مشنیری سکول بہت جاری ہوئے اور اس میں مذہبی تعلیم شروع ہوئی۔ سب لوگ کہتے تھے کہ سرکار کی طرف سے ہیں۔ بعض اضلاع میں بہت بڑے بڑے عالی قدر حکام معتمدان سکولوں میں جاتے تھے۔ اور لوگوں کو اس میں داخل اور شامل ہونے کی ترغیب دیتے تھے۔ امتحان مذہبی کتابوں کا لیا جاتا تھا۔ اور طالب علموں سے جو لڑکے کم عمر ہوتے تھے پوچھا جاتا کہ تمہارا خدا کون۔ تمہارا نجات دلانے والا کون اور وہ عیسائی مذہب کے موافق جواب دیتے تھے۔ اس پر ان کو انعام ملتا تھا۔ ان سب باتوں سے رعایا کا دل ہماری گورنمنٹ سے پھرتا جاتا تھا۔

دیہاتی مکتبوں اور لڑکیوں کے سکولوں کے اجراء کے علاوہ بڑے کالجوں میں طریقہ تعلیم تبدیل کیا گیا۔ اسی زمانے میں بعض اضلاع میں تجویز ہوئی کہ قیدی جیل خانوں میں ایک شخص کے ہاتھ کا پکا ہوا کھائیں جس سے ہندوؤں کا مذہب بالکل جاتا رہتا تھا۔ مسلمانوں کے مذہب میں اگرچہ کچھ نقصان نہیں آتا تھا مگر اس کا رنج سب کے دل پر تھا کہ سرکاری ہر ایک کا مذہب لینے پر آمادہ اور ہر طرح پر اس کی تدبیر میں ہے۔

یہ سب خرابیاں لوگوں کے دلوں میں ہو رہی تھیں کہ دفعتاً 1857ء میں پاؤی ایڈمنڈ نے کلکتہ سے عموماً اور خصوصاً سرکاری معزز نوکروں کے پاس چٹھیات بھیجیں' جن کا مطلب یہ تھا کہ اب تمام ہندوستان میں ایک عمل داری ہو گئی تار برقی سے سب جگہ کی خبر ایک ہو گئی۔ ریلوے سڑک پر سب جگہ کی آمد و رفت ایک ہو گئی۔ مذہب بھی ایک چاہئے' اس لئے مناسب ہے کہ تم لوگ بھی عیسائی ایک مذہب ہو جاؤ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ان چٹھیات کے آنے کے بعد خوف کے مارے سب کی آنکھوں میں اندھیرا آ گیا۔ پاؤں کے تلے کی مٹی نکل گئی۔ سب کو یقین ہو گیا کہ ہندوستانی جس وقت کے منتظر تھے وہ وقت آ گیا۔ اب جتنے سرکاری نوکر ہیں اول ان کو کرسٹان ہونا پڑے گا اور پھر تمام رعیت کو' سب لوگ بے شک سمجھتے تھے کہ یہ چٹھیات گورنمنٹ کے حکم سے آئی ہیں آپس میں ہندوستانی لوگ اہل کاران سرکاری سے پوچھتے تھے کہ تمہارے پاس بھی چٹھی آئی۔ اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ تم بھی بہ سبب لالچ نوکری کے کرسٹان ہو گئے۔ ان چٹھیوں نے یہاں تک ہندوستانی اہل کاروں کو الزام لگایا کہ جن کے پاس چٹھیاں آئی تھیں وہ سارے شرمندگی اور بدنامی کے چھپاتے تھے اور انکار کرتے تھے ہمارے پاس تو نہیں آئی۔ لوگ جواب دیتے تھے کہ اب آ جائے گی۔ کیا تم سرکار کے نوکر نہیں ہو۔ اگر سچ پوچھو تو یہ چٹھیاں تمام ہندوستانیوں کے غلط شبہات کو پکا اور مستحکم کرنے والی تھیں' چنانچہ انہوں نے کر دیا اور اس کے مٹانے کو کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔

ان سب باتوں سے مسلمان بہ نسبت ہنود کے بہت زیادہ ناراض تھے۔

(سبب دوم) جاری ہونا ایسے آئین اور ضوابط اور طریق حکومت کا جو ہندوستان کی حکومت اور ہندوستانیوں کی عادات کے مناسب نہ تھی:

لجس لیٹو کونسل سے بھی امور مذہبی میں مداخلت ہوئی۔ ایکٹ 21-1850ء صاف مذہبی قواعد پر خلل انداز تھا۔ پھر اس ایکٹ سے ایک یہ بدگمانی لوگوں کو تھی کہ یہ ایکٹ خاص واسطے ترغیب عیسائی مذہب قبول کرنے کے جاری ہوا ہے۔ ایکٹ نمبر 15-1856ء درباب بیوہ ہنود کے رسوم مذہبی میں خلل ڈالتا تھا۔ گو اس میں بڑی بڑی بحثیں ہوئیں مگر ہندو لوگ جو مذہب سے زیادہ پابند رسم و رواج کے ہیں' اس ایکٹ کو نہایت ناپسند کرتے تھے بلکہ

باعث اپنی ہتک عزت اور بربادی خاندان کا جانتے تھے اور یوں بدگمانی کرتے تھے۔ کہ یہ ایکٹ اس مراد سے جاری ہوا ہے کہ ہندو کی بیوائیں خودمختار ہو جائیں اور جو چاہیں سو کرنے لگیں۔

قوانین ضبطی اراضیات لاخراج جس کا آخر قانون نمبر 2-1819ء ہے' حکومت ہندوستان کو نہایت مضر تھا۔

ضبطی اراضیات نے جس قدر رعایائے ہندوستان کو ناراض اور بدخواہ ہماری گورنمنٹ کا کر دیا تھا۔ اس سے زیادہ اور کسی چیز نے نہیں کیا۔ سچ فرمایا تھا لارڈ منرو اور ڈیوک آف ولنگٹن صاحب بہادر نے کہ ضبط کرنا معافیات کا ہندوستانیوں سے دشمنی پیدا کرنی اور ان کو محتاج کر دینا ہے۔

بندوبست مال گزاری جو ہماری گورنمنٹ نے کیا نہایت قابل تعریف ہے مگر اگلے بندوبستوں کی نسبت سنگین ہے۔ اگلی عملداریوں میں بطور خام تحصیل مال گزاری لی جاتی تھی۔ شیر شاہ نے ایک تہائی پیداوار کا حصہ گورنمنٹ مقرر کیا تھا۔ کچھ شک نہیں کہ اس طریقہ میں بہت مشکلیں تھیں اور گورنمنٹ کا نقصان بھی تھا مگر کاشتکار سب آباد رہتے تھے کسی کو ٹوٹا دینا نہ پڑتا تھا۔

اسٹامپ کا جاری ہونا بالکل ایک ولایتی پیداوار ملک کا قاعدہ ہے جہاں زمین کی آمدنی گویا کہ نہیں لی جاتی۔ ہندوستان میں اس کا جاری کرنا اور پھر رفتہ رفتہ اس کی قیمت میں اضافہ ہوتا جانا جس کی انتہا اب قانون نمبر 10-1829ء ہے۔ بلاشبہ خلاف طباع اہل ہند بلکہ بہ نظر حالات مفلسی اہل ہند نامناسب تھا۔ ہندوستان کی رعایا جو دن بدن مفلس ہوتی جاتی ہے وہ ہرگز اس زیر باری اٹھانے کے لائق نہیں۔ سب عقلاء اس محصول کو ناپسند کر گئے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ دستاویزات پر محصول لگانا جتنا قابل جرم الزام اور بے وجہ محض ہے اس سے زیادہ برا وہ محصول ہے جو کاغذات پر انصاف کرنے کے لئے لیا جاتا ہے۔

(سبب سوم) یعنی ناواقف رہنا گورنمنٹ کا رعایا کے اصلی حالات سے:

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ کو رعایا کے حالات اور اطوار اور جو جو دکھ ان کو تھے ان کی اطلاع نہ تھی اور اطلاع نہ ہونے کا کیا سبب تھا کیونکہ حالات اور اطوار کی اطلاع اختلاط اور ارتباط اور باہم آمد و رفت بے تکلفانہ سے ہوتی ہے اور یہ بات جب ہوتی ہے کہ ایک قوم دوسری قوم میں مل جل کر محبت اور اخلاص پیدا کر کے بطور ہم وطنوں کے وطن اختیار کرے جیسا کہ مسلمان غیر مذہب اور غیر ملک کے رہنے والوں نے ہندوستان میں توطن اختیار کر کے پیدا کیا اور غیر ملکیوں سے برادرانہ راہ و رسم پیدا کی۔

مفلسی اور تنگی معاش ہندوستان کی رعایا کو ہماری گورنمنٹ کی حکومت میں کیوں نہ ہوتی۔ سب سے بڑی معاش رعایا نے ہندوستان کی نوکری تھی اور یہ ایک پیشہ گنا جاتا تھا۔ اگرچہ ہر قوم کے لوگ روزگار نہ ہونے کے شاکی تھے مگر یہ شکایت سب سے زیادہ مسلمانوں کو تھی۔ غور کرنا چاہئے کہ ہندو جو اصلی باشندے اس ملک کے ہیں زمانہ سلف میں ان سے کوئی شخص نوکری پیشہ نہ تھا بلکہ سب لوگ ملکی کاروبار میں مصروف تھے۔ برہمن کو روزگار سے کچھ علاقہ نہ تھا۔ بین برن جو کہلاتے ہیں وہ ہمیشہ بیوپار اور مہاجنی میں مصروف تھے۔ چھتری جو اس ملک کے کسی زمانہ میں حاکم تھے' پرانی تاریخوں سے ثابت ہے کہ وہ بھی نوکری پیشہ نہ تھے بلکہ زمین سے علاقہ رکھتے تھے۔ سپاہ ان کی ملازم نہ تھی بلکہ بطور بھائی بند کے وقت پر جمع ہو کر لشکر آراستہ ہوتا تھا جیسا کہ کچھ تھوڑا سا نمونہ روس کی مملکت میں پایا جاتا ہے۔ البتہ قوم کایت اس ملک میں قدیم سے نوکری پیشہ دکھلائی دیتے ہیں۔ مسلمان اس ملک کے رہنے والے نہیں ہیں۔ اگلے بادشاہوں کے ساتھ بوسیلہ روزگار ہندوستان میں آئے اور یہاں توطن اختیار کیا۔ اس لئے سب کے سب روزگار پیشہ تھے اور کی روزگار سے ان کو زیادہ تر شکایت بہ نسبت اصلی باشندوں کے تھی۔ عزت دار سپاہ کا روزگار جو یہاں کی جاہل رعایت کے مزاج سے زیادہ تر مناسبت رکھتا ہے' ہماری گورنمنٹ میں بہت کم تھا۔ اس سبب سے رعایا کو حد سے زیادہ قلت روزگار تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب باغیوں نے لوگوں کو نوکر رکھنا چاہا' ہزار ہا آدمی نوکری کو جمع ہو گئے اور جیسے بھوکا آدمی قحط کے دنوں پر اناج پر گرتا ہے اسی طرح یہ لوگ نوکریوں پر جا گرے۔

طفل گرسنہ درخانہ خالی برخواں
عقل باور نہ کند کہ از رمضاں اندیشد

بہت سے آدمی صرف آنہ ڈیڑھ آنہ یومیہ پر نوکر ہوئے تھے اور بہت سے آدم بعوض یومیہ کے سیر ڈیڑھ سیر اناج پاتے تھے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان کی رعایا جیسی نوکری کی خواہشمند تھی ویسی ہی مفلسی اور ناداری سے محتاج اور تنگ تھی۔

(سبب چہارم) یعنی ترک ہونا ان امور کا جو ہماری گورنمنٹ کی طرف سے جن کا بجا لانا ہماری گورنمنٹ پر واجب اور لازم تھا:

جو مراتب کہ ہم اس مقام پر لکھتے ہیں گو وہ ہمارے بعض حکام کے ناگوار طبع ہوں مگر ہم کو سچ لکھنا اور دل کھول کر کہنا اس مقام پر بہت ضروری ہے۔ یہ وہ بات ہم کہتے ہیں کہ جس سے جنگلی وحشی جانور دام میں آتے ہیں درندے رام ہوتے ہیں۔ انسان کی تو کیا حقیقت ہے کہ لارڈ ہیکٹر ایسیز کافی نہیں کہ ہم اس مقام پر دوستی اور محبت اور ربط و اتحاد کے فائدے بیان کریں۔ یہ بھی ایک قاعدہ محبت کا جبلت انسانی بلکہ حیوانی میں بھی قدرتی پیدا کیا گیا ہے کہ اعلیٰ کی طرف سے ادنیٰ کی طرف محبت چلتی ہے۔ باپ کی محبت اپنے بیٹے کی طرف پہلے اس سے شروع ہوتی ہے کہ بیٹے کو باپ سے ہے۔ اسی طرح مرد کی محبت اپنی عورت کی طرف عورت کی محبت سے جو مرد کی طرف سے مقدم ہے۔ اسی بناء پر یہ بات ہے کہ ادنیٰ جو اعلیٰ سے محبت شروع کرے وہ خوشامد گنی جاتی ہے' نہ کہ محبت۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری گورنمنٹ کو اوّل چاہئے تھا کہ رعایا کے ساتھ محبت اور اتحاد کرنے میں تقدم کرتی' پھر محبت کا یہ قاعدہ جو ہزار ہا تجربہ سے حاصل ہوا ہے کہ خواہ مخواہ محبت دوسرے کے دل میں اثر کرتی اور رعایا اس سے زیادہ گورنمنٹ کی محبت بلکہ فریفتہ ہو جاتی۔

عشق آں خانماں خرابے ہست
کہ ترا آورد بخانہ ما

مگر افسوس کہ ہماری گورنمنٹ نے ایسا نہیں کیا۔ اگر ہماری گورنمنٹ دعویٰ کرے کہ یہ بات غلط ہے' ہم نے ایسا نہیں کیا بلکہ محبت کی اور نیکی کا بدلہ بدی پائی تو اس کا انصاف ہم خود گورنمنٹ کے سپرد کریں گے۔ اگر یہ بات یوں ہی ہوتی تو رعایا کو بلاشبہ ہماری گورنمنٹ کی محبت ہوتی۔ محبت ایک دل کی چیز ہے جو کہے سے اور بنائے سے نہیں بنتی۔ ظاہر میں بھی اگرچہ اس کے آثار پاتے جاتے ہیں' مگر سچ یہ ہے کہ نہ وہ بیان ہو سکتی ہے اور نہ نشانی دی جا سکتی ہے۔ مگر دل اس کو خوب جانتا ہے بلکہ اس کے ہاتھ میں ایسی سچی ترازو ہے کہ وہ کمی بیشی کو بھی پہچانتا ہے۔ ہماری گورنمنٹ نے اپنے آپ کو آج تک گورنمنٹ سے ایسا الگ اور ان میل رکھا ہے جیسے آگ اور سوکھی گھاس۔ ہماری گورنمنٹ اور ہندوستانی پتھر کے دو ٹکڑے ہیں' سفید و کالے کہ الگ الگ پہچانے جاتے ہیں اور پھر ان دونوں میں ایک فاصلہ ہے کہ دن بدن زیادہ ہوتا جاتا ہے حالانکہ ہماری گورنمنٹ کو ہندوستان کی رعایا کے ساتھ ہونا چاہئے جیسے ابریکا پتھر کہ باوجود دو رنگ کے ایک ہوتا ہے۔ سفید رنگ میں سیاہ خال بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں اور سیاہی میں سفیدی عجیب بہار دکھلاتی ہے۔ اب غور کرو کہ ہمارے حکام اور ہندوستان کا خون ایک نہ تھا' مذہب ایک نہ تھا' رسم و رواج ایک نہ تھا' دلی رضامندی رعایا کو نہ تھی' آپس میں محبت اور اتحاد نہ تھا۔ پھر کس بات پر ہمارے حکام ہندوستان سے وفاداری کی توقع رکھتے تھے؟

(سبب پنجم) بدانتظامی اور بے اہتمامی فوج کی:

ہماری گورنمنٹ کا انتظام فوج ہمیشہ قابل اعتراض تھا۔ فوج انگلشیہ کی کمی ہمیشہ اعتراض کی جگہ تھی۔ جب کہ

نادر شاہ نے خراسان پر فتح پائی اور ایران اور افغانستان دو مختلف ملک اس کے قبضے میں آئے اور اس نے برابر کی دو فوجیں آراستہ کیں۔ ایک ایرانی قزلباش' دوسرے افغانی۔ جب ایرانی فوج کچھ عدول حکمی کا ارادہ کرتی تو افغانی فوج اس کے دبانے کو موجود تھی اور جب افغانی فوج سرتابی کرتی تو قزلباشی اس کے تدارک کو موجود ہوتی۔ ہماری گورنمنٹ نے یہ کام ہندوستان میں نہیں کیا۔

اگر ہندو اور مسلمان دو قوموں کی پلٹنیں اس طرح پر آراستہ ہوتیں کہ ایک پلٹن مسلمانوں کی ہوتی جس میں کوئی ہندو نہ ہوتا تو آپس کا اتحاد اور برادری نہ ہونے پاتی اور تفرقہ قائم رہتا اور میں خیال کرتا ہوں کہ شاید مسلمان پلٹنوں کا کارتوس کاٹنے میں بھی کچھ عذر نہ ہوتا۔

فوج انگلشیہ کے کم ہونے سے رعایا کو بھی جو کچھ خوف تھا وہ صرف ہندوستانی ہی فوج کا تھا۔ علاوہ اس کے ہندوستانی فوج کو بھی بے انتہا غرور تھا۔ وہ اپنے سوا کسی کو نہیں دیکھتے تھے۔ فوج انگلشیہ کی کچھ حقیقت نہ سمجھتے تھے۔ تمام ہندوستان کی فتوحات صرف اپنی تلوار کے زور سے جانتے تھے۔ ان کا یہ قول تھا کہ برما سے لے کر کابل تک ہم نے سرکار کو فتح کر دیا ہے۔ علی الخصوص پنجاب کی فتح کے بعد ہندوستانی فوج کا غرور بہت زیادہ ہو گیا تھا۔

ایسے وقت میں جب کہ فوج کا یہ حال تھا اور ان کے سر غرور و تکبر سے بھرے ہوئے تھے اور دل میں یہ جانتے تھے کہ جس بات پر ہم اڑیں گے اور تکرار کریں گے۔ خواہ مخواہ سرکار کو ماننا پڑے گا' ان کو نئے کارتوس دیئے گئے جس میں وہ یقین سمجھتے تھے کہ چربی کا میل ہے اور اس کے استعمال سے ہمارا دھرم جاتا رہے گا۔ انہوں نے اس کے کاٹنے سے انکار کیا۔ جب بارک پور کی پلٹن اس جرم میں موقوف ہو گئی اور حکم سنایا گیا تو تمام فوج نہایت رنجیدہ ہوئی۔ بلاشبہ بعد واقع بارک پور آپس میں فوجوں کی خط و کتابت ہوئی' پیغام آئے کہ کوئی کارتوس نہ کاٹے۔ اب تک تمام فوج کے دل میں ناراضی اور غصہ تو ہے مگر میری رائے میں ابھی تک کچھ فساد کا ارادہ نہیں۔

دفعتاً تقدیر سے کم بخت مئی 1857ء کی آ گئی۔ میرٹھ میں سپاہ کو بہت سخت سزا دی گئی' جس کو ہر ایک عقلمند بہت برا اور ناپسند جانتا تھا۔ اس سزا کا رنج جو کچھ فوج کے دل پر گزرا بیان سے باہر ہے۔ وہ اپنے تمغوں کو یاد کرتے تھے اور بجائے اس کے بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کو پہنے ہوئے دیکھ کر روتے تھے۔ وہ اپنی وفاداریوں کا خیال کرتے تھے اور پھر اس کے صلے میں جوان کو انعام ملتا تھا دیکھتے تھے اور علاوہ اس کے ان کا بے انتہا غرور جوان کے سر میں تھا اور جس کے سبب وہ اپنے تئیں ایک بہت بڑا سمجھتے تھے ان کو زیادہ رنج دیتا تھا۔ پھر سب فوج مقیم میرٹھ کو یقین ہو گیا کہ یا ہم کو کارتوس کاٹنا پڑے گا یا یہی دن نصیب ہو گا۔ اسی رنج اور غصہ کی حالت میں 10 مئی کو فوج سے وہ حرکت سرزد ہوئی کہ شاید اس کی نظیر بھی کسی تاریخ میں نہیں ملے گی۔ اس فوج کو کیا چارہ رہا تھا اس حرکت کے بعد بجز اس کے کہ جہاں تک ہو سکے مفسدے پورے کرے۔

جہاں جہاں فوج میں یہ خبر پہنچی تمام فوج زیادہ تر رنجیدہ ہوئی۔ میرٹھ کی فوج سے جو حرکت ہوئی تھی اس سے تمام ہندوستانی فوج نے یقین جان لیا تھا کہ اب سرکار کو ہندوستانی فوج کا اعتبار نہ رہا۔ سرکار وقت پا کر سب کو سزا دے گی اور اس سبب سے تمام فوج کو اپنے افسروں کے فعل اور قول کا اعتبار اور اعتماد نہ تھا۔ سب آپس میں کہتے تھے کہ اس وقت تو یہ ایسی باتیں ہیں جب وقت نکل جائے گا تو یہ سب آنکھیں بدل لیں گے۔ میں بہت معتبر بات کہتا ہوں کہ دلی میں جو فوج باغی جمع تھی اس میں سے ہزاروں آدمیوں کو اس بے جا حرکت اور بے فائدہ بغاوت کا رنج تھا۔ وہ روتے اور کہتے تھے کہ ہماری قسمت نے یہ کام ہم سے کروایا۔ پھر بہت افسوس سے کہتے تھے کہ اگر ہم نہ کرتے تو کیا کرتے۔ ایک نہ ایک دن سرکار ہم کو تباہ کر دیتی۔ ہندوستانی رعایا جانتی تھی کہ سرکار کے پاس جو کچھ ہے وہ ہندوستانی فوج ہے جب تمام فوج کا بگڑنا مشہور ہو گیا' سب نے سر اٹھایا۔ عملداری کا ڈر دلوں سے جاتا رہا اور سب جگہ فساد برپا ہو گیا۔ اب ہماری رائے کو پنجاب کے حالات پر تو لو۔ پنجاب کے مسلمان بہت ستم رسیدہ تھے۔ سکھوں کے ہاتھ سے سرکاری عملداری سے ان کا چنداں نقصان نہ ہوا تھا۔ سرکار نے پنجاب میں ابتدائے عملداری میں بہت تشدید کیا تھا اور اب دن بدن رفاہ کرتی جاتی تھی۔ برخلاف ہندوستان کے یہاں معاملہ برعکس تھا۔ ابتدائے عملداری میں تمام ملک کے ہتھیار لئے گئے۔ کسی کو قابو فساد نہ رہا تھا۔ اگرچہ وہ تمول سکھوں کو جو پہلے تھا نہ رہا تھا مگر ان کا کمایا ہوا روپیہ جوان کے پاس جمع تھا' ابھی خرچ نہ ہو چکا تھا اور وہ مفلسی جو ہندوستان میں تھی وہاں ابھی نہیں آئی تھی۔ اس کے سوا تین سبب اور بہت قوی تھے جو پنجاب نہ بگڑا۔

اوّل یہ کہ فوج انگلشیہ وہاں موجود تھی۔

دوم یہ کہ وہاں کے حکام کی ہوشیاری سے دفعتاً بے خبری میں ہندوستانی فوج کے ہتھیار لئے گئے۔ یہ سبب طغیانی اور کثرت سے واقع ہونے دریاؤں اور بند ہو جانے والے گھاٹوں کے ہندوستانی فوج بے قابو ہو گئی' فوج کا فساد برپا نہ ہو سکا۔

سوم یہ کہ تمام سکھ اور پنجابی اور پٹھان جن سے احتمال فساد تھا سرکار میں نوکر ہو گئے اور لوٹ کا لالچ اس پر مزید تھا۔ جو بات رعایائے ہندوستان اور نوکری پیشہ کو باغیوں کے ہاں بمشکل اور بذلت حاصل ہوئی تھی وہ اہل پنجاب کو سرکار کے ہاں بعزت و بلا دقت نصیب تھی۔

جاری ہے

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ماہنامہ ''الرشید'' نے حضور ختمی مرتبت ﷺ کی شان میں ایک عظیم وضخیم ''نعت نمبر'' مشتمل بر ۱۴۸۰ صفحات دو جلد عمدہ آرٹ پیپر پر چار رنگ میں نکالا' نعتوں کے انتخاب میں خصوصاً عربی نعتوں میں صحابہ کرامؓ کا دستیاب نعتیہ کلام اور برصغیر کے علماء کرام کی نعتیں اور قصائد پر خصوصی توجہ دے کر اتنا مواد جمع کر دیا کہ اس کا عشر عشیر بھی پہلے شائع نہ ہوا ہوگا۔

اب اس کی دوسری اشاعت کی تیاری ہے۔ جدید ایڈیشن مع نئی نعتوں کے اضافہ کے انشاء اللہ پہلے سے بہتر معیار اور بہتر کاغذ پر' کاغذ کی ہوشربا گرانی کی بناء پر ہدیہ تین ہزار روپے اور پیشگی رقم جمع کرا کے نام لکھوانے کے لئے ڈھائی ہزار روپے۔ ایک حدیث پاک کے مفہوم کے مطابق (جو حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے) جس شخص کا نام درود شریف کے ساتھ آئے گا اس کو دس نیکیاں ملیں گی' دس درجات بلند اور دس گناہ معاف ہوں گے۔ موجودہ ایڈیشن میں ۲۰ کروڑ دفعہ صلوٰۃ وسلام آئے گا۔ اللہ کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ ہر خریدار کو یہ اجر ملے۔ صلوٰۃ وسلام اور نعت کی برکت سے ملک سے نحوست دور ہوگی۔ اس کی گھر میں موجودگی خیر و برکت کا باعث ہوگی۔ انشاء اللہ یہ ایڈیشن ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ تک شائع ہو جائے گی۔

بے شمار غریب طلباء اور ائمہ وخطیب حضرات گرانی کی وجہ سے خرید نہیں سکتے۔ اہل استطاعت زیادہ تعداد میں لے کر ان کو ہدیہ کریں' ہدیہ کرنے والوں کے نام کا سٹکر چھپوا کر لگا دیا جائے گا۔ نمونہ کے لئے جوابی خط یا چار روپے کے ٹکٹ ارسال فرمائیں۔

حماد ارشد سرکولیشن منیجر ماہنامہ ''الرشید'' ۲۵ لوئر مال لاہور' فون و فیکس: 7111899

سفید عیاری!

رعنا خان

❁ 780ء ہے' مہدی بن منصور عباسی خلیفہ ہیں۔ دربارِ بغداد عروج پر ہے۔ دنیا کے بڑے حصے پر اسلامی حکومت قائم ہے۔ دنیا کی امیر ترین حکومت کے وزیرِ خزانہ ایک چابیوں سے لدا اونٹ لے کر دربار میں حاضر ہوتے ہیں۔ عباسی خلیفہ چابیاں لے کر آنے کی وجہ دریافت فرماتے ہیں۔ وزیرِ خزانہ کہتے ہیں' آپ کی فیاضیوں اور سخاوتوں سے رعایا مالا مال ہوگئی ہے۔ مسلم بھی خوشحال ہے اور غیر مسلم بھی' یا امیر المومنین! مال کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے والا کوئی نہیں رہا' خزانہ بھی خالی ہو چکا...... اب چابیوں کی کیا ضرورت ہے!

ایک عالم پر حکومت کرنے والے مسلمان آج اس قعرِ مذلت میں گر گئے ہیں کہ خود اپنی پاسبانی کے لئے امریکہ کی نظرِ کرم کے مرہونِ منت ہیں۔ آج بغداد اور دیگر عراقی شہروں میں جو غارت گری برپا ہے اسے دیکھ کر لگتا ہے کہ ان شہروں سے رحمت کے فرشتے گویا اٹھ گئے ہیں۔ آج بغداد میں کرسمس کا تہوار انتہائی شان کے ساتھ زبردستی عراقیوں سے منوایا جا رہا ہے۔ اس عظیم شہر کے تقریباً ہر کونے میں کرسمس کیرولز گاتے پھر رہے ہیں' کرسمس ٹری ڈیکوریٹ کئے جا رہے ہیں' بازاروں میں خریداروں کو مفت گفٹ پیک اور فروٹ کیک دیئے جا رہے ہیں اور یہ سب باقاعدہ امریکی فوج کی کڑی نگرانی تلے ہو رہا ہے جنہوں نے عہد کر رکھا ہے کہ وہ کرسمس کا میجک عراق پر زبردستی مسلط کر کے دکھائیں گے۔ ڈپٹی ڈیفنس سیکریٹری پال وولف اووِز کا کہنا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ عراق میں زندگی بھرپور طریقے پر نارمل ہو جائے لہٰذا ہم عراقیوں کو کرسمس سے متعارف کرا رہے ہیں جو کہ ایک ایسی چیز ہے جس سے یہاں کے لوگ صدام حسین کے دورِ حکمرانی میں یکسر محروم تھے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے 25 ہزار امریکی فوجی تعینات کئے گئے ہیں جن کا مشن کرسمس کے خاص بسکٹ اور ڈرنک بغداد کے بڑے بڑے بازاروں میں جا کر لوگوں میں تقسیم کرنا' عراقی شہریوں کو کرسمس کی گھنٹیاں دے کر اس کو بجانے پر مامور کرنا اور اس نئی پالیسی پر عمل درآمد کرانا جس کے تحت بغداد کا ہر مرد' عورت اور بچہ کم از کم ایک مرتبہ ضرور کرسمس کے خاص الخاص شو It was The Night---On Ice کو جا کر دیکھے۔ اس کے ساتھ ہی بغداد کے تمام اہم علاقوں میں کرسمس لائٹس لگا دی گئی ہیں' بغداد سمیت عراق کے تمام بڑے شہروں کے وسط میں کرسمس ٹری سجائے گئے ہیں اور ستم بالائے ستم مساجد کے سامنے کرسمس کے scene بنائے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی شہر کے وسط میں سینٹا کلاز کا مجسمہ نصب کر کے اس کا وزٹ کرنا ہر شہری کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اس تمام سفید عیاری کو ایک امریکی کمانڈر جنرل اسٹینلی کمٹ نے Operation Desert Santa کے نام سے موسوم کیا ہے۔ عراق میں تعینات امریکی افواج کے ٹاپ کمانڈرز کا کہنا ہے کہ ہم مفتوح عراق میں بھرپور اور پر امن کرسمس منانے کی تیاریوں میں مصروف ہیں اور ان تمام عراقیوں کو مفت راشن فراہم کیا جائے گا جو کرسمس کا سیزن منانے کے علاوہ جنوری میں یہودیوں کا تہوار Hanukkah بھی منائیں گے۔ عراقی عوام کی اکثریت شکوہ کناں ہے کہ ہم کس طرح کرسمس کی خوشیوں میں ان امریکیوں کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں کہ ہمارا ملک مسلسل حالتِ جنگ میں ہے اور ہمیں اپنے ہی شہر میں کہیں جانے کے لئے امریکی شناختی کارڈ درکار ہوتا ہے۔ ہمارے اجڑے گھروں کی چھتوں پر جنوبی امریکہ کی جنوبی فوج نے کرسمس کی خوشیاں مناتے سوروں کے پوسٹرز آویزاں کئے ہیں۔ یہ سب دیوانگی نہیں تو بھلا کیا ہے۔ صدر جارج بش نے جن کی مقبولیت کا گراف اور قسمت کا ستارہ صدام حسین کی گرفتاری کے بعد اس وقت بامِ عروج پر ہے۔ عراقی عوام کے نام اپنے کرسمس کے پیغام میں آپریشن ڈیزرٹ سینٹا میں شامل مرد و عورتوں کو بہادر قرار دیتے ہوئے ان کو اس امریکی کسٹم کو سمجھنے کی ہدایت کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کوئی بھی نئی چیز شروع میں تو الجھن کا باعث بن سکتی ہے اور یقیناً کسی کسٹم کو ایک دم قبول کر لینا آسان نہیں ہوتا لیکن مجھے یقین ہے کہ عراقی عوام اس کرسمس پر اپنی زندگی کا بہترین وقت گزاریں گے۔ واشنگٹن سے جاری کردہ ایک بیان کے مطابق عراق میں خوشیوں سے بھرپور کرسمس مشرقِ وسطیٰ میں قیامِ امن کی کلید ثابت ہوگی۔ آج امریکہ کی اس سفید عیاری سے زیادہ اہلِ اسلام کی یہ خود فراموشی مایوس کن ہے کہ یہ سفیدی ہمارے گھروں تک نہیں پہنچ سکتی۔ کل افغانستان پر امریکہ کا رقصِ ابلیس جاری تھا اور فی الوقت اس کی زد میں عراق ہے۔ یقیناً یہ تاریخِ اسلام کا دلخراش سانحہ اور المیہ ہے کہ بغداد میں کرسمس کے گانے گائے جا رہے ہیں اور مس افغانستان کی نیم لباسی پر مشتمل تصاویر امریکی اخبارات و جرائد میں صفحۂ اول پر جگہ پا رہی ہیں۔ دامِ افرنگ تنگ سے تنگ ہوتا جا رہا ہے اور ہمارا ترکش ہنوز خالی! ❁

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیرِ نگرانی ادارہ ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ' ایکسرے' ای سی جی اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات

خصوصی پیکج

خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹراساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ / ہیپاٹائٹس بی اور سی ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 1500 روپے میں کروائیں۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔

النصر لیب: 950۔ بی' مولانا شوکت علی روڈ' فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور
فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944
E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

معاشی نظام

تحریر: جناب رحمت اللہ بٹر' ناظم دعوت' تنظیم اسلامی' پاکستان

❁ اسلام معیشت کے گوشے میں یہ تصور دیتا ہے کہ اس زمین پر جو وسائل اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں ان کو استعمال کرنے کا حق انسانوں کو دیا گیا ہے لیکن یہ حق حاصل کرنے میں کوئی حد سے نہ بڑھ جائے اور دولت صرف خوشحال لوگوں ہی کے اندر گردش نہ کرے کچھ پابندیاں عائد کی ہیں اور کچھ حصہ ان سے وصول کرنے کا اختیار ریاست کو دیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ تمام انسانوں کو بنیادی ضروریات مہیا کی جاسکیں۔ چنانچہ مال تجارت' زیورات اور نقدی پر ڈھائی فیصد' بارانی اجناس پر 10 فیصد اور چاہی زمین کی اجناس پر 5 فیصد اور مویشیوں یعنی گائے' اونٹ' بھیڑ' بکری وغیرہ پر ایک معین تعداد ہونے کے بعد بطور زکوۃ عائد کی ہے۔ جیسے فرمایا: ﴿ فِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ مَّعۡلُوۡمٌ ۙ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَ الۡمَحۡرُوۡمِ ۪ۙ﴿۲۵﴾ ﴾ ان وسائل کو ریاست ہر شہری کی بنیادی ضروریات یعنی غذا' لباس' رہائش' تعلیم اور علاج مہیا کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔ اس میں شامل ہوگی جزیہ کی رقم جو غیر مسلموں سے وصول کی جائے گی جو ان کی ضروریات اور حفاظت پر خرچ ہوگی۔ بقول علامہ اقبال ؎

کس نہ باشد درجہاں محتاج کس
نقطہ ایں شرع مبیں است و نہیں

کیونکہ یہ انتظام ریاست کی ذمہ داری ہوگی اس لئے کوئی شخص کسی دوسرے کا ممنون احسان نہ ہوگا۔ ریاست اصل میں اللہ تعالیٰ کی تفویض کی ہوئی ذمہ داری کی وجہ سے ہر شہری کے لئے رزق اور حفاظت کا بندوبست کرے گی جو اصل ذمہ داری ہے رب السموات والارض کی۔ بقول اقبال ؎

جو صرف قل العفو میں پوشیدہ تھی اب تک
شائد کہ آج وہ حکمت آشکارا ہو جائے

قرآن مجید صرف زکوۃ ہی نہیں صاحب اموال پر ان کے ایمان بالاخرۃ کی بنیاد اور بھی حقوق عائد کرتا ہے جس کی حد یہاں تک معین کی ہے کہ جو بھی ضرورت سے زائد ہو وہ اللہ کی راہ میں دے دیا جائے۔ اسلام نے اسے قانون نہیں بلکہ ایمان کا تقاضا قرار دیا ہے

دوسری طرف دولت کمانے کے ناجائز ذرائع کو روکنے کے لئے سود' جوئے' لاٹری' سٹے' دوطرفہ آڑھت اور خرید وفروخت میں ناجائز منافع خوری کی تمام صورتوں کو حرام قرار دیا ہے تاکہ سرمایہ داری کی جڑ کٹ جائے اور سرمایہ کاری کا فروغ ہو۔

"اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

"اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقات کو پروان چڑھانا چاہتا ہے"۔ سب سے بڑا گناہ ہے معاملات میں جیسے عقائد میں شرک۔ بقول علامہ اقبال ؎

از ربا جان تیرہ دل خشت و سنگ
آدمی درندہ بے دندان و چنگ

سود سے دل سیاہ اور پتھر بن جاتا ہے اور آدمی بغیر پنجہ اور نوکیلے دانتوں کے بھیڑیا بن جاتا ہے۔

قرآن مجید تو ترغیب دیتا ہے کہ اپنی بچت ان ترجیحات کے تحت لگاؤ۔

صدقہ کردو' قرضہ حسنہ کے طور پر دو

اگر یہ منظور نہیں تو مضاربت و مشارکت کرلو تاکہ نقصان کے بھی حصہ دار بنو۔ (محض چانس کی بنیاد پر اور صرف منافع میں شریک ہونے کی تمام صورتوں یعنی سود' جوا' سٹہ' فارورڈ ٹریڈنگ وغیرہ کو چھوڑ دو)

جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری جو برصغیر پاک و ہند میں انگریز کی آمد سے شروع ہوئی ہے کیونکہ پہلے تو یہ ساری خراجی تھی اور ریاست کو اس کا خراج ملتا تھا لیکن انگریزوں نے آ کر اس کی حیثیت کو بدل دیا اور اپنے حامیوں کی ایک پوری فوج تیار کی جن کو جاگیریں عنایت کی گئیں۔

اس سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اہم اجتہاد کہ جو علاقے کسی بھی وقت مسلمانوں نے بزور شمشیر فتح کیے تھے ان کی زمین ذاتی ملکیت نہیں ہوتی بلکہ اسلامی ریاست کے بیت المال کی ملکیت ہوتی ہے یا پھر امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے متفقہ فتوے کی بنیاد پر مزارعت کو حرام قرار دینے میں مدد لی جائے اور اس کے لئے ایک بورڈ قائم ہو جو اس کا فیصلہ کرے تاکہ زمین کا سود ختم ہو۔

اسلام شریعت کی حدود کے اندر رہ کر انفرادی ملکیت اور آزاد معاشی جدوجہد کی فضا برقرار رکھتا ہے۔ اس لئے صحت مند اور جائز طریقوں سے مقابلے کی صنعت وتجارت کو فروغ دینا چاہتا ہے تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو۔ نیز مزدور اور کارخانہ دار کے درمیان عدل وانصاف اور باہمی سودا کاری کے ذریعہ اسلامی بھائی چارہ پیدا ہو۔ مارکیٹ اکانومی برقرار رہے۔ حکومت کی طرف سے ملازمین اور نجی اداروں کے ملازمین کے لئے یکساں تنخواہوں اور ترقی کا نظام ہو اور باہم سودا کاری کے ذریعہ معاملات طے پائیں۔ جب مزدور / ملازم کو بنیادی ضرورتوں کے مہیا ہونے کی ضمانت ہوگی تو بات مساوی بنیادوں پر ہوسکے گی۔

اسلام اصل میں اس دنیا کی ساری زینتوں اور آسائشوں کو صرف چند دن کے لئے برتنے کا سامان قرار دیتا ہے اور اصل نعمتیں صرف آخرت کی نعمتوں کو گردانتا ہے جو بہتر اور ابدی ہیں۔

"تم جو کچھ بھی دیئے گئے ہو وہ صرف دنیا میں چند دن برتنے کا سامان ہے اور بہتر اور باقی رہنے والا تو وہ ہے جو اللہ کے پاس ہے اپنے ان بندوں کے لئے جو ایمان والے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرنے والے ہیں"۔ ان نعمتوں کی ناقدری اس حد تک ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر ہمیں خدشہ نہ ہو کہ تمام لوگ ایک ہی گروہ بن جائیں گے تو ہم رحمٰن کا کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں' دروازے' تخت اور سیڑھیاں چاندی اور سونے کی بنا دیں پھر بھی یہ کچھ بھی نہیں ہوگا مگر چند دن دنیا میں برتنے کا سامان' کیونکہ یہ انسان کا ساتھ نہیں دیتا اور مستقل رہنے والا نہیں ہے۔ ❁

(جاری ہے)

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

❁ ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
❁ ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
❁ نیکی' تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I'II'III) (3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:
شعبہ خط وکتابت کورسز 'قرآن اکیڈمی' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

شہر بہ شہر‘ قصبہ بہ قصبہ ”تنظیم اسلامی“ کی سرگرمیاں اور اطلاعات

حلقہ سرحد شمالی کی ماہانہ شب بسری

❁ شکیب ارسلان کا یہ قول آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

”میری جان کی قسم اگر تمام دنیا میں اسلام کی نبض ڈوب جائے‘ کہیں بھی اس کی رمق موجود نہ ہو لیکن کوہِ ہمالیہ اور کوہِ ہندوکش کے درمیان بسنے والے لوگوں میں اسلام زندہ رہے گا اور اس کا عزم جواں رہے گا۔“

لیکن درحقیقت اس حدیث کے تناظر میں کہا گیا ہے یخرج من خراسان رأیات سود فلا یردھا شیء حتی تنصب بایلیاء ”خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے جنہیں کوئی شے واپس نہیں کر سکے گی‘ یہاں تک کہ وہ ایلیاء (بیت المقدس) میں نصب کر دیئے جائیں گے!“

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب جواب امیر تنظیم اسلامی نہیں بانی تنظیم ہیں اقامت دین کے لئے آپ جو کر سکتے تھے‘ کر گئے‘ آپ کی شبانہ روز جان گسل محنتوں کے نتیجے میں اللہ نے آپ کو ایسے شاگردوں سے نوازا ہے جن کے لبوں پر ہر وقت یہ الفاظ سجے ہوئے ہوتے ہیں کہ ”ہمیں اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کرنا ہے۔“ ان شاء اللہ بت کدوں کے دیپ بجھیں گے لیکن ہم آپ کی جلائی ہوئی شمع روشن رکھیں گے۔

تمہاری یاد سلامت ہے تو کیا غم ہے
جدھر بھی بیٹھیں گے محفل تری سجا لیں گے

تنظیم اسلامی کا تو ادنیٰ سے ادنیٰ ہر رفیق اس بات پر سر کٹنے کو تیار ہے کہ اس زمین پر اللہ کا نظام بالفعل قائم ہو جائے لیکن خصوصاً اگر مالاکنڈ کے رفقاء کے شوقِ عبادت‘ جذبۂ جہاد‘ خلوص‘ پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت‘ اقامت دین کے لئے مالاکنڈ ڈویژن کے پہاڑوں اور کوہساروں میں ان کے نعرے‘ یہ سب کچھ دیکھ کر راقم کو گمان غالب نہیں بلکہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ امام مہدی کے لئے خراسان سے جو لوگ جائیں گے اس کا ہراول دستہ قلب خراسان مالاکنڈ کے تنظیم اسلامی کے رفقاء ہوں گے۔

اس تگ و دو کے سلسلے میں مورخہ 7 دسمبر کو حلقہ سرحد شمالی کی ماہانہ شب بسری ہوئی۔ نماز عصر کے فوراً بعد حبیب علی صاحب نے عمل صالح کی حقیقت پر لب کشائی کی۔ عمل صالح درحقیقت ایمان کا نتیجہ ہوتا ہے۔ آپ نے نہایت تفصیل کے ساتھ عمل صالح کی تعریف‘ عمل صالح اور غیر عمل صالح کی مثالیں‘ عمل صالح حاصل ہونے کے ذرائع‘ عمل صالح کے لئے شرائط جبکہ عمل صالح کی دنیوی اور اُخروی اثرات پر نہایت حکیمانہ انداز میں بحث کی۔ چونکہ رفقاء کے علاوہ اور لوگ بھی حبیب علی صاحب کا یہ بیان سن رہے تھے وہ بھی بہت متاثر ہوئے۔

بعد از نماز مغرب فیض الرحمٰن صاحب ”قرآن اور انسان“ کے موضوع پر سامعین سے مخاطب ہوئے۔ قرآن اور انسان سے کیا مطالبہ کرتا ہے؟ انسان کا مقام کتنا بلند ہے۔ اپنے اصل مقام سے ناشناسی کی وجہ سے آج انسان اسفل سافلین کی زندگی گزار رہا ہے۔ حالانکہ یہی انسان مسجودِ ملائک ہے۔ اللہ نے اس کو عزت و شرافت سے نوازا ہے۔ اس انسان میں روح ملکوتی ہے جو امر ربانی ہے۔ اس مقام تک پہنچنے کے لئے اس قرآن کا سہارا لینا ہوگا۔ اس قرآن کے بغیر یہ اس مقام ارفع تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔

خوار از مہجوری قرآن شدی
شکوہ سنج گردش دوراں شدی
اے چوں شبنم برزمین افتندہ
در بغل داری کتاب زندہ

نماز عشاء کے بعد گل محمود نے فرمانِ رسول ﷺ کے ذیل میں فرمایا ہے ”ایمان کا مزہ اس نے لے لیا جو اس بات پر راضی ہوئے کہ اللہ میرا رب‘ اسلام میرا دین اور محمد ﷺ میرا رسول ہے“ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث اتنی اہم ہے کہ عالم برزخ میں بھی سب سے پہلے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ رب جو ہمارا خالق ہے‘ مالک ہے‘ رازق ہے اور حاکم بھی ہے لیکن آج زمین پر بالفعل اللہ کی حاکمیت نہیں ہے لوگوں نے اللہ کے احکام تشریعی کا تختہ الٹ دیا ہے۔ اس طرح ہمارا دین اسلام ہے لیکن لوگوں نے اس کو مذہب بنا دیا ہے محمد رسول اللہ ﷺ ہمارا رسول ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ آپؐ پر ایمان لایا جائے آپ کی عزت و توقیر کی جائے آپ کا مشن ”لیظھرہ علی الدین کلہ“ میں آپ کی مدد کی جائے گی اور اس قرآن کی تابعداری کرے جو محمد رسول اللہؐ پر نازل ہوا ہے۔

فرمانِ رسولؐ کے بعد میزبان شاہ وارث اور احسان الودود صاحب نے رفقاء سے تنظیم کے لٹریچر میں ٹیسٹ لے لیا۔ چونکہ رفقاء بہت تھک گئے تھے ان کی تھکاوٹ کو دور کرنے اور ان کو تر و تازہ کرنے کے لئے آخر میں غلام اللہ خان حقانی کے لئے ”اقبالیات“ کی نشست رکھی گئی تھی۔ چونکہ مولانا صاحب عصری و دینی دونوں علوم کے شہسوار مانے جاتے ہیں آپ نے اس دفعہ علامہ اقبال کے مختلف الخیال اشعار بیان کئے۔ لیکن ان تمام اشعار میں سامعین نگاہ بصیرت افروز کے مالک علامہ اقبال کے اس آفاقی کلام سے بہت محظوظ ہوئے اور جس کی معنویت جتنی آج اجاگر ہوئی ہے شاید اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔

دنیا کو ہے پھر معرکہ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

اس کے بعد شوریٰ کے اجلاس کی ذمہ داری امیر حلقہ محمد نعیم صاحب کی بیماری کی وجہ سے غلام اللہ حقانی صاحب نے ادا کی۔ ٹھیک بارہ بجے ساتھی سو گئے۔

بعد از نماز فجر درس قرآن کی نشست تھی۔ مولانا غلام اللہ خان حقانی نے عظمتِ قرآن پر درس دیا۔ آپ نے فرمایا: یہ قرآن انسانوں کے لئے اللہ کا عظیم تحفہ ہے۔ دنیوی و اخروی زندگی کا انحصار اس قرآن پر ہے۔ قرآن دنیا میں امن‘ خوشی کے لئے جبکہ تکالیف‘ دردوں میں لوگوں کے لئے مداوا ہے۔ لیکن خصوصاً مسلمانوں کا المیہ یہ ہے کہ نہ انہوں نے خود قرآن کی طرف قبول کیا نہ لوگوں کو اس کے لئے چھوڑا۔ آج یورپ میں لوگوں نے خود قرآن کو رجوع کیا اور خصوصاً 11 ستمبر کے بعد مغرب میں تمام اسلامی لٹریچر آؤٹ آف مارکیٹ ہے وہ قرآن اور اسلام سٹڈی کر رہے ہیں۔ آپ نے مورس بکائیے‘ ڈاکٹر ذاکر نائیک اور احمد دیدات اور ڈاکٹر اسرار احمد جیسے سکالروں کے قرآن فہمی اور آج کے دور میں ابلاغ قرآن کے لئے ان کی کوششوں کی مثالیں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے انسان کو قرآن دے دیا‘ انسان کو تخلیق کیا اور اس کو قوتِ گویائی جیسی نعمت دے دی۔ اب اس قرآن کو پڑھنا دوسروں کو پہنچانا‘ اس کو اعلیٰ علمی سطح پر سمجھنا اور بالفعل اس قرآن کو قائم کرنا ہر مسلمان کا فرضِ اولین ہے‘ یہ فرض مسلمانوں کو پکار رہا ہے۔ پروگرام کا اختتام دعا پر ہوا۔

(ابو حکیم محسن‘ باجوڑ)

رپورٹ رمضان المبارک حلقہ پنجاب شمالی

رمضان المبارک کے دوران حلقے میں دورہ ترجمہ قرآن کے بعد نماز تراویح متعلقہ حصہ کا خلاصہ‘ ویڈیو کے ذریعے ترجمہ و تشریح کی سماعت اور کیبلو کے ذریعے مختلف علاقوں میں CDs چلانے کے پروگرام ہوئے۔

دورۂ ترجمہ قرآن:

حلقے میں دورہ ترجمہ قرآن کے پانچ مکمل اور ایک ادھورا پروگرام ہوا۔

(ا) مسجد گلزار قائد: یہاں راقم الحروف نے مترجم کے فرائض سرانجام دیئے۔ چھبیسویں شب کو اختتام ہوا۔ باقاعدہ پروگرام شروع ہونے سے قبل خطاب جمعہ میں استقبال رمضان‘ اس دن بعد نماز مغرب رمضان اور قرآن بروز ہفتہ بعد نماز مغرب تعارف قرآن اور بروز اتوار بعد نماز عشاء سورۃ الفاتحہ کا درس ہوا۔ ان چار روزہ پروگراموں کے ذریعے مقامی آبادی کو اس پروگرام میں شرکت کی ترغیب

دلائی گئی۔

پروگرام میں حاضری ایک سو یا اس سے متجاوز رہی اور آخر تک جمے رہنے والوں کی تعداد 60 سے 80 تک رہی۔ جن میں سے دو تہائی تعداد مردوں اور ایک تہائی خواتین رفقاء کی رہی۔ آخری دن شرکاء کی تعداد تین سو کے قریب تھی۔

نماز عشاء سات بجے ادا کرنے کے بعد دورہ کا آغاز شروع ہوتا اور بارہ بجے یا سوا بارہ بجے اختتام ہوتا۔ آخری دن ترجمے اور تراویح سے فراغت رات گیارہ بجے ہوئی۔ تاہم سوال و جواب کی نشست رات پونے دو بجے تک جاری رہی۔

دوران پروگرام ہی رفقاء کو احباب تفویض کر دیئے گئے تھے جن سے انہوں نے رابطہ رکھنا تھا اور دوستانہ تعلق استوار کرنا تھا۔ اس پروگرام کے ذریعے آٹھ احباب تنظیم میں شامل ہو چکے ہیں۔ مزید 80 احباب رابطے میں ہیں۔ جن کی دھیرے دھیرے تنظیم میں شامل ہونے کی توقع ہے اور کم از کم رفقاء کے لئے انفرادی دعوت کا ذریعہ تو ہیں ہی۔

دوران پروگرام متعلقہ موضوعات کے حوالے سے کتب کی سیل چار ہزار تک رہی۔

F-10 بر مکان عظمت ممتاز ثاقب اسلام آباد:

یہاں برادرم حافظ عاطف وحید صاحب نے دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ سامعین کا منفرد جوش و خروش نظر آیا۔ یہاں شرکاء کی تعداد 25 سے 60 تک رہی۔ ابتدائی ایام میں حاضری زیادہ رہی جو بعد میں کم ہو گئی۔ حاضری کے اعتبار سے بھی یہ پروگرام پہلے سے بہتر تھا۔

یہاں ابتدا میں نماز سوا سات بجے اور بعد میں سات بجے ہوتی رہی اور اختتام رات گیارہ بجے ہوتا رہا۔ اس پروگرام کے ذریعے دورہ ترجمہ قرآن کی ویڈیو CDs کے چار سیٹ فروخت ہوئے۔ ایک سیٹ ملک کی اہم ترین شخصیت کے بیٹے تک پہنچایا گیا۔

رمضان کے بعد ان لوگوں سے رابطہ رکھنے اور مزید تربیت کرنے کی غرض سے ثاقب صاحب کے گھر ہی میں ایک ہفتہ وار پروگرام شروع کیا گیا جہاں تجوید اور گرامر کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کا مطالعہ سٹڈی سرکل کے انداز میں کیا جائے گا۔

مسجد الہدیٰ پیپلز کالونی راولپنڈی کینٹ:

ترجمہ قرآن کے فرائض نیاز احمد عباسی امیر تنظیم اسلامی بیروٹ نے سرانجام دیئے۔ اٹھائیسویں شب کو اختتام ہوا۔ اس دوران وہ مسجد ہی میں مقیم رہے۔ یہ ان کا راولپنڈی میں پہلا پروگرام تھا جسے رفقاء کی طرف سے سراہا گیا۔ یہاں حاضری 25 تا 40 کے درمیان رہی۔

سات بجے شروع کر کے گیارہ بجے اختتام ہوتا رہا۔ احباب اور رفقاء کی حاضری تسلی بخش رہی۔

مسجد العابد گوجر خان:

حسب سابق مقامی امیر مشتاق حسین صاحب نے دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ یہاں استقبال رمضان کے موضوع پر خطاب کرنے کے لئے امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب تشریف لائے تھے۔ رفقاء کا شدید اصرار تھا کہ بانیٔ تنظیم کو ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو بلایا جائے۔ رفقاء و احباب کی دل شکنی کے ازالے کے لئے امیر محترم کو مشقت اٹھانا پڑی (اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے)

یہاں اوسطاً حاضرہ 100 رہی۔ یہاں کی حاضری اس اعتبار سے نمایاں تھی کہ لوگ آخر تک بیٹھتے۔ آٹھ رکعت کے بعد واپس جانے والے چند ہی ہوتے تھے۔ یہ پروگرام سات بجے نماز عشاء سے رات ساڑھے گیارہ بجے تک چلتا رہا۔ اس کا اختتام 29 ویں شب ہوا۔ اختتامی نشست سے خطاب کرنے کے لئے جناب ڈاکٹر عارف رشید صاحب کو مدعو کیا گیا تاکہ بانیٔ تنظیم کے شروع میں نہ آسکنے کی وجہ سے اگر خفگی کی کوئی رمق باقی ہو تو وہ بھی رفع کی جا سکے۔ رفقاء و احباب نے ان کے خطاب کو انتہائی پسند کیا۔

شرکاء دورہ سے رابطہ رکھنے کا کام یہاں بھی پیش نظر رہا۔ چنانچہ شرکاء کی بڑی تعداد رفقاء کے رابطے میں ہے۔ اس نوعیت کا گوجر خان میں یہ دوسرا پروگرام تھا۔ امید ہے کہ گوجر خان میں تنظیم کا کام بڑھے گا۔

دفتر تنظیم اسلامی مظفر آباد: یہاں دورے کا آغاز طاہر سلیم صاحب نے کیا۔ شرکاء کی تعداد سات تا بارہ رہی۔ نصف سے آگے عبدالقیوم قریشی صاحب نے تکمیل کی۔

گندھارا گرلز کالج واہ کینٹ: یہاں شفاء اللہ صاحب دورہ کروا رہے تھے۔ اٹھارہ پارے ہو چکے تھے کہ ان کے والد صاحب علیل پڑ گئے۔ بعد میں ان کا انتقال ہو گیا۔ جس کے باعث پروگرام کی تکمیل نہ ہو سکی۔

بعد نماز تراویح متعلقہ حصے کا خلاصہ

۱) **ماڈل ٹاؤن ہمک:** رمضان سے قبل راقم الحروف نے مسجد قبا میں استقبال رمضان پر گفتگو کی۔ بعد میں مقامی لوگوں کے اصرار پر امام صاحب نے خلاصہ بیان کرنے کی اجازت دی۔ اس مقصد کیلئے نوید احمد عباسی صاحب کی ذمہ داری لگائی گئی جو انہوں نے احسن طور پر نبھائی۔

یہ پروگرام تراویح کے اختتام سے شروع ہو کر ایک تا ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہتا۔ دعا کے بعد اکثر لوگ چلے جاتے۔ کچھ بیٹھ کر سوال و جواب کی نشست کرتے۔ یہاں شرکاء کی تعداد تقریباً 60 تک رہی۔ دوران رمضان نوید احمد عباسی صاحب نے ایک جمعہ کو خطاب بھی کیا۔

(۲) **مری:** نقیب اسرہ قمر زمان صاحب روزانہ تراویح کے بعد مقامی مسجد میں 45 منٹ بیان کرتے رہے۔ شرکاء کی تعداد 5 سے 25 تک رہی۔

(۳) **پنڈی گھیپ:** مقامی تنظیم کے امیر عبدالرحمٰن نوید صاحب روزانہ مقامی مسجد میں بعد نماز تراویح خلاصہ بیان کرتے رہے۔ حاضری 15 سے 65 رہی۔

(۴) **ایبٹ آباد:** ایبٹ آباد میں مقامی امیر ذوالفقار علی صاحب نماز تراویح کے بعد روزانہ آدھا گھنٹہ بیان کرتے رہے۔ حاضری دس تا بیس رہی۔

مسجد تقویٰ روالپنڈی غربی: تقویٰ مسجد راولپنڈی میں قاری شکیل احمد عباسی قبل از نماز تراویح 20 منٹ کے لئے آج پڑھے جانے والے حصے کا خلاصہ بیان کرتے رہے۔ اوسط حاضری 200 رہی۔ مقامی امیر کے گھر بانیٔ تنظیم کے خلاصہ قرآن والے پروگرام کی ویڈیو کی سماعت کا انتظام تھا۔ 10 افراد شریک ہوتے رہے۔ نصف قرآن سنا جا سکا۔

راولپنڈی کینٹ کوہ نور کالونی: مقامی رفیق شفیق الرحمٰن صاحب نماز تراویح کے بعد 45 منٹ روزانہ خلاصہ بیان کرتے رہے۔ چھ افراد روزانہ شریک ہوتے رہے۔

قائد اعظم یونیورسٹی: کی مسجد میں مجاہد ذکاء اللہ صاحب روزانہ ایک گھنٹہ خلاصہ بیان کرتے رہے۔ شرکاء کی تعداد چار تا دس رہی۔

شکر پال: روزانہ آٹھ تا نو بجے مسجد سید گل میں رفیق محترم شمیم اختر صاحب خلاصہ بیان کرتے رہے۔ اوسطاً پچاس افراد مستفید ہوتے رہے۔ اب یہاں مستقل درس قرآن اور خطابات جمعہ کی پیشکش بھی ہے۔

ربانی آباد گنگال: مقامی اسرے کے نقیب محبوب ربانی مغل صاحب روزانہ پون گھنٹہ خلاصہ بیان کرتے رہے۔ شرکاء کی تعداد 4 تا 19 رہی۔ اوسطاً دس افراد شریک ہوتے رہے۔

ٹھنڈا پانی: روزانہ ڈیڑھ گھنٹہ بعد نماز تراویح مقامی مسجد میں قاری حفیظ صاحب خلاصۂ قرآن بیان کرتے رہے۔ دس تا پندرہ افراد شریک ہوئے۔

ویڈیو کے ذریعے ترجمہ و تشریح:

۱) **باغ آزاد کشمیر:** روزانہ دفتر تنظیم اسلامی میں سوا دو گھنٹے بعد نماز تراویح ویڈیو کے ذریعے دورہ ترجمہ قرآن سنایا گیا۔ سورہ حج تک قرآن مجید کی سماعت ہو سکی۔ پندرہ افراد روزانہ مستفید ہوتے رہے۔

۲) شریف عباسی کے گھر میں ویڈیو کے ذریعے پروگرام ہوا۔

راولاکوٹ: مقامی رفیق سردار اسحٰق صاحب کے گھر بعد نماز تراویح روزانہ ایک گھنٹہ تک ویڈیو کے ذریعے پروگرام منعقد کیا گیا۔ سورۃ الاعراف تک تکمیل ہو سکی۔

۴) **بیروٹ:** دفتر تنظیم میں روزانہ بعد نماز تراویح ایک گھنٹہ تک بذریعہ ویڈیو استفادہ کیا گیا۔ شرکاء کی اوسط حاضری نو رہی۔ سورہ مائدہ تک سنا جا سکا۔

I-8: دیرینہ رفیق رانا عبدالغفور صاحب کے گھر خلاصہ قرآن کی ویڈیو کیسٹس کی سماعت کا انتظام کیا گیا۔ حاضری 22 تا 45 رہی۔ تین چوتھائی قرآن مجید سنا جا سکا۔

پنڈی گھیپ: اسرہ ابوبکر صدیقؓ کے تحت روزانہ ایک گھنٹے ویڈیو دکھانے کا انتظام کیا گیا۔ یہ پروگرام حاجی یعقوب صاحب کے گھر منعقد ہوا۔ تین پاروں کی تکمیل ہو سکی۔

اسرہ عثمان غنیؓ کے تحت روزانہ ایک گھنٹہ پروگرام ہوا۔ قاضی محمد طاہر صاحب کے گھر اس پروگرام کا انعقاد ہوا۔ چھ پاروں کی تکمیل ہوئی۔

اسرہ مسلم ٹاؤن: یہاں روزانہ پون گھنٹہ پروگرام کا انعقاد ہوا۔ پانچ تا دس افراد شریک ہوتے رہے۔

کیبلز کے ذریعے ہونے والے پروگرام

اس سال رمضان سے قبل خصوصی مہم کے ذریعے کیبل آپریٹرز سے رابطہ کیا گیا۔ بالعموم مثبت رویہ سامنے آیا۔ جس کے نتیجے میں حسب ذیل پروگرام ہوئے۔

SPTV یہ سیٹلائٹ چینل ہے۔ اس کی کوریج اسلام آباد راولپنڈی کے علاوہ یورپ تک ہے۔ خصوصی ڈش انٹینا اور کیبلز کے ذریعے دیکھا جاتا ہے۔ ان کی انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا۔ انہوں نے چارجز نہ لینے کی یقین دہانی کرانے پر پروگرام چلانے کی حامی بھرلی۔ روزانہ ڈیڑھ گھنٹہ CD چلائی جاتی رہی۔ بعض رفقاء لندن میں اس سے مستفید ہوئے۔ رمضان کے بعد بھی چلانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

ایبٹ آباد: جس کیبل آپریٹر سے رابطہ کیا گیا۔ اس کے مجموعی طور پر بارہ سو کنکشن ہیں۔ یہاں یہ پروگرام روزانہ دس تا بارہ بجے تک چلایا جاتا رہا۔ دوران رمضان دو دفعہ مکمل اور تیسری دفعہ دو تہائی قرآن مجید کی تکمیل ہوئی۔ کیبل آپریٹر کے مطابق اگر پروگرام چلانے میں چند منٹ کی تاخیر ہو جاتی تو لوگوں کے پے درپے فون آنے شروع ہو جاتے۔

واہ کینٹ: واہ کینٹ میں بھی کیبل آپریٹر سے رابطہ کر کے پروگرام چلایا گیا۔ جس سے مقامی آبادی استفادہ کرتی رہی۔ صحیح اعداد وشمار معلوم نہ ہو سکے۔

اسلام آباد: (I-8/4) یہاں کے کیبل آپریٹر سے رابطہ کر کے روزانہ عصر تا مغرب پروگرام چلایا گیا۔ جو پورے I-8 سیکٹر کو کور کرتا رہا۔

I-10/1: لارڈز کیبلز نے یہ پروگرام دو گھنٹے روزانہ عصر تا مغرب اور سحری کے بعد چلایا۔

I-10/2 میں سکائی کیبلز نے روزانہ دو گھنٹے بعد از سحری اور عصر تا مغرب یہ پروگرام چلایا۔ اس کی کوریج راولپنڈی میں جوہڑ اور دیگر علاقوں تک تھی۔

گوجرخان: گوجرخان شہر کے دو کیبلز پر پروگرام روزانہ چار گھنٹے چلتا رہا۔

مندرہ: مندرہ کے کیبل آپریٹر نے بھی پروگرام چلایا۔ یہاں دورانیہ چھ گھنٹے رہا۔

مظفرآباد: مظفرآباد میں بھی کیبل آپریٹر نے پروگرام چلایا۔ جس سے لوگ مستفید ہوتے رہے۔

دھیرکوٹ: مقامی رفقاء کے رابطے کے ذریعے یہاں بھی پروگرام چلانے میں کامیابی ملی۔

باغ: یہاں روزانہ تین گھنٹے پروگرام چلایا گیا۔ 88CDs دکھائی گئیں۔ شام سات بجے تا رات بارہ بجے تک پروگرام چلتا رہا۔

راولاکوٹ: راولاکوٹ میں بھی کیبل کے ذریعے پروگرام چلایا گیا۔ جس کی رپورٹ موصول نہیں ہو سکی۔

دیگر پروگرام

دوران ماہ ہر اتوار کو صبح دس بجے کراچی کمپنی میں راقم الحروف درس قرآن دیتا رہا۔ حاضری اوسطاً چالیس تک رہی۔ خطابت جمعہ کے لئے دوران ماہ بیروٹ جانا ہوتا رہا۔

استقبال رمضان کے پروگرام کے لئے کراچی کمپنی۔ I-8/1 برمکان رانا عبدالغفور' برمکان سلیم احمد ماڈل ٹاؤن ہمک اور ربانی آباد جانا ہوا۔ اسی طرح کا ایک پروگرام آبپارہ ہوٹل میں منعقد ہوا۔

دوران ماہ نوید احمد عباسی صاحب ناظم نشرواشاعت حلقہ پنجاب شمالی نے واہ کینٹ' کوہ نور ملز' مسجد سید گل' مسلم ٹاؤن میں پروگرام کیے۔ ماڈل ٹاؤن ہمک میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔ ایک جمعہ کو خطاب کے لئے ساگری گئے۔ جہاں رفیق محترم قمرنواز صاحب جمعہ پڑھاتے ہیں۔

رفیق محترم عبدالقیوم قریشی صاحب نے مظفرآباد چھتر میں سٹڈی سرکل کے انداز میں مطالعہ قرآن کا پروگرام چلایا۔ جسے بعد میں طاہر سلیم صاحب نے سنبھال لیا۔

مختلف مسجدوں میں ختم قرآن کی محفلوں سے رفقاء کو خطاب کرنے کا موقع ملا۔ مسجد گلزار قائد میں دورہ ترجمہ قرآن کے علاوہ سادہ تراویح کی اختتامی تقریب سے خطاب کا موقع دیا گیا۔ 700 کے قریب افراد شریک تھے۔ اسی روز فضائیہ کالونی کی مسجد میں خطاب کا موقع ملا۔ 200 کے قریب آفیسرز شریک مجلس تھے۔ اس کے علاوہ راولپنڈی کینٹ کی مسجد الھدیٰ میں بھی اختتامی تقریب سے خطاب کیا۔

ماڈل ٹاؤن ہمک میں اختتامی تقریب سے نوید احمد عباسی صاحب نے خطاب کیا۔ مسجد سید گل کی اختتامی تقریب سے شمیم اختر صاحب نے خطاب کیا۔

پاک بحریہ کی مرکزی مسجد میں ایک بڑی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں نیول چیف نے بھی شرکت کی۔ اس تقریب کے تنہا مقرر حافظ عاطف وحید صاحب تھے۔ جنہیں ان کی ذاتی حیثیت میں اس تقریب سے خطاب کے لئے بلایا گیا تھا۔ انہوں نے پچاس منٹ کا جاندار خطاب کیا۔ جسے حاضرین اور شریک رفقاء بالخصوص عظمت ممتاز ثاقب صاحب نے سراہا۔

خواتین کے لئے پروگرام

دوران ماہ مسجد گلزار قائد میں روزانہ صبح نو بجے تا گیارہ بجے مسز ریاض دورہ ترجمہ قرآن کرواتی رہیں۔ شرکات کی تعداد 25 تا 40 رہی۔ یہ پروگرام ہفتہ وار بنیاد پر رمضان کے بعد بھی جاری ہے۔

ربانی آباد کی مسجد میں روزانہ صبح دس بجے تا بارہ بجے تک خواتین کے لئے پروگرام چلتا رہا۔ 30 تا 45 خواتین شریک ہوتی رہیں۔

اس کے علاوہ ثاقب صاحب کے گھر اور گلزار قائد مسجد میں ہونے والے دورہ ترجمہ قرآن میں خواتین کے لئے شرکت کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ جہاں پابندی سے خواتین شرکت کرتی رہیں۔ گلزار قائد میں تعداد سات تا پندرہ اور ثاقب صاحب کے گھر پانچ تک رہی۔

اسرہ قرآن کالج کا پندرہ روزہ اجلاس

اسرہ قرآن کالج کا پندرہ روزہ اجلاس 15 دسمبر بروز پیر رات ساڑھے آٹھ بجے کامن روم میں منعقد ہوا۔ جس کا باقاعدہ آغاز غلام عباس کی تلاوت سے ہوا۔ پھر اس کے بعد اسرہ قرآن کالج کے نقیب پروفیسر مسعود محمد اقبال صاحب نے سورۃ الفیل کا ترجمہ وتشریح بیان کی' انہوں نے قرآن مجید ایک آیات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ قیامت کے روز ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں انفرادی طور پر حاضر ہونا ہے۔ اس سے دنیا میں رہنے کا حساب لیا جائے گا کہ اپنی تمام زندگی کن کاموں میں صرف کی' جنہوں نے نیک اعمال کئے ہوں گے ان کو جنت کی بشارت دی جائے گی اور جن کے نامہ اعمال میں برائیوں کے سوا کچھ نہ ہوگا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ تو ہمیں اب فیصلہ کرنا ہوگا کہ جنت کے باغیچوں میں عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنی ہے یا ساری زندگی جہنم کی آگ میں جلنا ہے۔ تو جنت میں جانے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنا ہو گا۔ نیک کام کرنے ہوں گے۔ حقوق العباد اور حقوق اللہ کا خاص خیال رکھنا ہوگا۔ اس عارضی زندگی سے لطف اندوز ہونے کی بجائے آخرت کی زندگی کے لئے ساز وسامان جمع کیا جائے تاکہ قیامت کے دن اپنے مالک کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ تنظیم اسلامی کا مطلب' اسلامک ڈسپلن ہے تو اسلامک ڈسپلن کیسے بنایا جاتا ہے' اس میں سب سے پہلے اپنے آپ کو ڈھالنا پڑتا ہے۔ پھر اپنے گھر والوں کو اس کے بعد محلہ' گاؤں' شہر پھر آہستہ آہستہ ملکی سطح پر دعوت دی جائے' تنظیم اسلامی کا ہر ساتھی ایک نمونہ ہو' ایک مثال ہو۔ اس میں کوئی ایسی خامی نہ پائی جائے جس سے تنظیم کے رفقاء پر حرف آئے' دعوتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے۔ ہمیں اپنا وعدہ نہیں بھولنا چاہئے جو ہم نے اپنے امیر تنظیم کے ساتھ کیا ہے۔ وہ پورا کرنا چاہئے اور اپنے امیر کی بات مانیں' چاہے وہ دل کو اچھی لگے یا بری۔ نظم کی ہر ممکن پابندی کی جائے۔ خون پینے والے نہ بنیں بلکہ خون دینے والے بنیں' اپنے اندر جذبہ جہاد پیدا کرنا چاہئے۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور ہر جاندار چیز اس کی حمد وثناء کرتی ہے لیکن حمد وثناء کرنے کا انداز ہر ایک کا جدا جدا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تکمیل کرنی چاہئے۔

انہوں نے کہا کہ رمضان المبارک کا اثر ابھی تک ہے کہ نہیں' نہیں تو لمحہ فکریہ ہے۔ دین کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو سکے۔ دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا اللہ تعالیٰ سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: کرم داد خان بلوچ' قرآن کالج' لاہور)

کراچی میں دورۂ ترجمہ قرآن

رمضان المبارک میں قیام اللیل کا کسی درجہ میں حق ادا کرنے کے لئے بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے آج سے 20 سال قبل نماز تراویح کے دوران دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگراموں کا سلسلہ لاہور میں شروع کیا تھا اس کی وسعت میں الحمدللہ ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ کراچی میں اس وقت کے امیر تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے دورۂ ترجمہ قرآن کا آغاز 1986ء میں کیا تھا اس کے بعد تقریباً ہر سال کراچی کے مختلف مقامات پر یہ پروگرام باقاعدگی سے ہوتے ہیں۔ اس سال یہ پروگرام 9 مقامات پر ہوئے ان پروگراموں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نارتھ ناظم آباد: نوبل پوائنٹ میں ہونے والے اس پروگرام کے مترجم کے فرائض اعجاز لطیف صاحب نے ادا کئے۔ اس پروگرام میں روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 350 حضرات وخواتین پر مشتمل تھی۔ طاق راتوں میں یہ تعداد 400 تک ہوگئی۔ خواتین وحضرات کی تعداد تقریباً یکساں تھی۔

فیڈرل بی ایریا: قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں ہونے والے پروگرام کے مترجم کے فرائض سید اشفاق حسین صاحب نے ادا کئے۔ اس پروگرام میں روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 60 حضرات اور 80 خواتین پر مشتمل تھی۔ طاق راتوں میں خواتین کی تعداد تقریباً 100 اور 75 حضرات کی تھی۔

گلشن اقبال: گلشن اقبال میں امسال فاران کلب والوں نے اپنے ہاں دورۂ ترجمہ قرآن کے انعقاد کی پیشکش کی تھی۔ انجینئر نوید احمد صاحب نے مترجم کے فرائض انجام دیئے۔ روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 250 حضرات اور 150 خواتین پر مشتمل تھی۔ جبکہ طاق راتوں کی تعداد تقریباً 200 رہی اور 350 حضرات نے شرکت کی۔

روفی اپارٹمنٹ بلاک D-13 میں جلال الدین اکبر صاحب نے بعد نماز تراویح دورۂ ترجمہ قرآن کیا۔ تقریباً 10 افراد نے شرکت کی۔

گلستان جوہر: چنبیل اپارٹمنٹ کی مسجد میں مولانا راشد یار خان صاحب نے بعد نماز تراویح زیر تلاوت آیات کا خلاصہ پیش کیا۔ تقریباً 15 افراد شریک رہے۔

سوسائٹی: سوسائٹی میں یہ پروگرام گلستان انیس کلب میں منعقد ہوا۔ مترجم کے فرائض شجاع الدین شیخ صاحب نے انجام دیئے۔ روزانہ کی اوسط حاضری 350 حضرات اور 175 خواتین جبکہ طاق راتوں میں یہ تعداد بالترتیب تقریباً 1000 حضرات اور 800 خواتین تک پہنچ گئی تھی۔

سوسائٹی تنظیم کے دفتر واقع حق چیمبرز میں اولاً عبدالمقتدر صاحب بعدازاں سعید الرحمٰن صاحب نے بعد نماز تراویح زیر تلاوت آیات کا خلاصہ پیش کیا۔ تقریباً 15 افراد اور 10 خواتین نے شرکت کی۔

لانڈھی: لانڈھی نمبر 1 کے پروگرام میں مترجم کے فرائض ریاض الاسلام فاروقی صاحب نے ادا کئے۔ یہ پروگرام نماز تراویح کے بعد منعقد ہوا۔ اس میں روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 30 حضرات اور 10 خواتین پر مشتمل تھی' جبکہ طاق راتوں میں یہ تعداد بالترتیب 40 اور 15 تک پہنچ گئی۔

کورنگی: کورنگی میں یہ پروگرام قرآن مرکز کورنگی نمبر 4 میں منعقد ہوا۔ مترجم کے فرائض عامر خان صاحب نے انجام دیئے۔ اس پروگرام کی روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 60 حضرات اور 30 خواتین پر مشتمل تھی۔ جب کہ طاق راتوں میں یہ تعداد بالترتیب 100 اور 60 تک پہنچ گئی۔

آرام باغ: دفتر تنظیم اسلامی جنوبی میں یہ پروگرام نماز تراویح کے بعد منعقد ہوا۔ جس میں مترجم کے فرائض انجینئر نعمان اختر صاحب نے انجام دیئے۔ انہوں نے روزانہ تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ بیان کیا۔ روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 25 افراد کی تھی جبکہ طاق راتوں میں یہ تعداد 30 افراد تک پہنچتی تھی۔ خواتین کی شرکت کا کوئی انتظام ممکن نہ تھا۔

ڈیفنس: ڈیفنس میں دو مقامات پر یہ پروگرام منعقد ہوئے۔ قرآن اکیڈمی ڈیفنس فیز 6 میں مترجم کے فرائض مفتی طاہر عبداللہ صاحب نے انجام دیئے۔ روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 75 حضرات اور 20 خواتین پر مشتمل تھی جبکہ طاق راتوں میں یہ تعداد بالترتیب 300 اور 40 تک تھی۔ قرآن سینٹر ڈیفنس فیز۔2 میں مترجم کے فرائض زین العابدین صاحب نے ادا کئے۔ اس مقام پر انگریزی میں دورۂ ترجمہ قرآن طے تھا لیکن شرکاء کے اصرار پر یہاں بھی اردو ہی میں یہ پروگرام ہوا۔ روزانہ کی اوسط حاضری تقریباً 20 اور 7 خواتین پر مشتمل تھی جبکہ طاق راتوں میں یہ تعداد بالترتیب 25 حضرات اور 10 خواتین کی تھی۔ یہ پروگرام بھی نماز تراویح کے بعد منعقد ہوا۔

امسال دورۂ ترجمہ قرآن کو مزید منظم بنانے کے لئے یہ طے کیا گیا تھا کہ نماز عشاء پونے آٹھ بجے ادا کرنے کے بعد دورہ کا آغاز کر دیا جائے گا۔ عام دنوں میں وقفہ سوا دس بجے اور ترجمہ کا اختتام سوا بارہ بجے کر دیا جائے گا تاکہ نمازوں کی ادائیگی کے بعد لوگ ایک بجے تک فارغ ہو جائیں۔ البتہ طاق راتوں میں وقفہ پونے گیارہ بجے اور ترجمہ کا اختتام پونے بجے کر دیا جائے گا تاکہ لوگ ڈیڑھ بجے فارغ ہو جائیں۔ الحمدللہ کم وبیش ہر مقام پر اس نظام الاوقات پر عمل درآمد کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں ہر مقام پر حاضرین کے پروگرام میں اضافہ محسوس ہوا۔ مزید برآں' کچھ لوگ نماز تراویح ادا کرنے کے بعد جزوی طور پر بھی اس پروگرام میں شریک ہوتے رہے۔ یہ بھی طے کیا گیا تھا کہ وقفہ کے دوران حاضرین کی تواضع کو صرف چائے اور بسکٹ تک محدود رکھا جائے گا۔ اس پر بھی عمل درآمد ہوا۔ چائے پیش کرنے کے لئے ساوار کا انتظام کیا گیا تاکہ رفقاء اس میں کم سے کم ملوث ہوں اور چائے کے وقفے کے دوران لوگوں سے رابطوں کا اہتمام کریں۔ الحمدللہ اس کا بھی خاطر خواہ فائدہ ہوا۔

ماہ رمضان المبارک کے بعد شرکاء سے رابطہ قائم رکھنے کے لئے ہر مرکز پر ان میں ایک جائزہ فارم تقسیم کیا گیا۔ الحمدللہ ہمیں بڑا اچھا Response ملا۔ ہمیں انفرادی ملاقاتوں کے لئے Targets ملے ہیں۔ اللہ پاک کی ذات باری سے امید ہے کہ ہمارے رفقاء ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان پروگراموں میں احباب کی زیادہ سے زیادہ شرکت کے لئے رفقاء نے بھرپور محنت کی۔ 84 ہزار ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے۔ 325 بینرز شہر کے مختلف مقامات پر آویزاں کئے گئے۔ 890 پول ہینگرز بھی آویزاں کئے گئے۔ فاران کلب والوں کی طرف سے تیار شدہ 15 ہزار ہینڈ بلز کی تقسیم ہوئی اور 100 عدد بینرز اور 100 عدد ہینگرز آویزاں کئے گئے۔ یہ سارا کام رفقاء کی نگرانی میں ہوا۔

اس پروگرام میں شرکت کے لئے ترغیب وتشویق کے طور پر احباب کو ہر ماہ تقسیم ہونے والے 1000 آڈیو کیسٹس میں انجینئر نوید احمد صاحب کی تقریر بعنوان ''قیام اللیل اور قرآن'' ریکارڈ کروائی گئی اور ماہ شعبان کے آخری ہفتے میں تقسیم عمل میں آئی۔

دعوت قرآنی کی اس مہم کو اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے باعث نجات وفلاح آخرت بنائے اور ہماری تحریک کے لئے تقویت کا ذریعہ بنائے۔

دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم بیت المال جناب مختار احمد خان صاحب کی ہمشیرہ محترمہ فیصل آباد میں انتقال کر گئی ہیں۔ قارئین ندائے خلافت سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

ھفت روزہ مبتدی تربیت گاہ

رفقائے تنظیم اسلامی کو اطلاع دی جاتی ہے کہ 18 تا 24 جنوری 2004ء مرکزی دفتر تنظیم اسلامی میں ہفت روزہ مبتدی تربیت گاہ کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ تربیت گاہ کا آغاز 18 جنوری بروز اتوار بعد نماز عصر ہوگا اور یہ 24 جنوری بروز ہفتہ نماز ظہر تک جاری رہے گی۔ وہ رفقاء جنہوں نے اب تک مبتدی تربیت گاہ میں شرکت نہیں کی وہ اس تربیت گاہ میں شرکت کا اہتمام کریں۔

مرکز تنظیم اسلامی

67۔اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور فون: 6366638-6316638

Abid Ullah Jan
(E-mail:Abidjan@tanzeem.org)

The U.S. is not there to leave

Afghanistan and Iraq are just prelude to an unfolding string of occupations. Although it is risky enough to predict the future, but looking at some undeniable realities, one can safely predict that relief from occupations is nowhere in sight for the Muslim world.

Those who still cherish the dream of US withdrawal from Iraq next year and Afghanistan at some other point in time must keep the following factors in mind before hoping that Bush and his company will keep their word of ending occupations.

a) The mounting lies on the part of leaders of the 21st century crusade — the lies that mount with the mounting number of dead on all sides;

b) The "mainstream" media's unremitting assiduity in continuing full support to the official version of all related stories;

c) The absolute darkness in which public all over the world is groping for any clue about the real culprits behind 9/11 and all subsequent "terrorist" attacks around the world;

d) The strange coincidence that neither the "remnants" or Al-Qaeda nor the "pockets" of resistance come to an end. Despite thousands of arrests, killings and smoking-out-of-the-cave operations, Osama bin Laden, Mulla Umer and Saddam Hussein neither get killed nor arrested;

e) Cooperation between Washington and other Western capitals increases all the while in an insidious manner. The apparent differences among them are superficial. They differ about the way the war should be carried out and on the way the booty should be shared. The cosmetic differences are not about whether the occupations should continue for civilizing Muslim lands, but about how occupation could be more productive to all partners in occupation. The clash is just over the question of equal or equitable distribution of occupied resources.

From assessing the patterns of these realities, we can form well calculated assumptions about the future and safely predict that US will never voluntarily withdraw from Iraq or Afghanistan.

The first four factors are widely discussed and very effectively ignored by the "mainstream" media. Behind the scene, however, is a grand preparation underway for the coming wars of occupation – the sub-wars of the "war on terrorism."

One of the shocking examples in this regard is the preparations underway in Canada — a country which refused to participate in the live war for Iraq's occupation.

In connection of consolidating occupations for the US, Canada now seems to have no moral problems at all.

Starting November 26 and up until December 5, 2003 the Canadian city of Sherbrooke in Quebec will be literally occupied by the 5th Mechanized Group-Brigade of Canada (Valcartier) which will be carrying out large scale military exercises for maintaining occupations in an urban setting. This is in preparation for Canada's central role in the illegitimate occupation of Afghanistan.

The evidence of increasing cooperation among Western powers is reality that these troops are returning from the military base of Fort Drum in New York State, where they have just been trained with the US Army. Now they will occupy the city of Sherbrooke, with an important fleet of armed vehicles, for more than one week, as part of the "Lion Royal" exercise.

This exercise will include patrols in the city streets, missions of reconnaissance, protection, simulating operations to uproot "rebels" from a cave (the old Capelton mine) or to evacuate the Canadian embassy, etc.

Besides taking lessons about the art of perfecting occupations from Israel as an active partner, Germany also joins the team for long term preparations as a potential occupier. Three helicopters from the German Army will participate this exercise.

To and any future occupations acceptable to public, a 'slick' color pamphlet was delivered to every household in the region to present this exercise as well as the occupation of Afghanistan as entirely harmless and even benevolent. This will pave the way for expanding the scope of such exercises in more civilian areas in the near future and in other "civilised" countries.

The "Follow-up Committee" of *Collectif Echec a la guerre* recently reported that for their part, municipal authorities are rejoicing at the positive fallouts for the local economy.

Furthermore, the army was recently granted one hour encounters in classrooms to justify their intervention to students of primary and secondary schools in the reported region. It would be strange if it doesn't remind one of German strategies in 1930s or the way former colonialists used different tactics to turn their greed, usurpation and exploitation into honourable deeds.

All these are signs that the US and its allies will keep on extending their civilising missions for the Muslim lands irrespective of the survival of Bush and Blair regimes. They might withdraw the bulk of their forces from the main cities in the occupied lands to the heavily fortified bases on the pattern of Saudi Arabia. But total withdrawal is as unlikely as Israel's voluntary withdrawal from all occupied Arab lands.

Once in the secure bases outside the cities, special operations will be launched from these bases to defend puppets of the occupying forces in power for securing strategic interests of the occupiers.

The occupiers have no plan at all to withdraw voluntarily. They will never allow Muslims to govern themselves according to the basic principles of the Qur'an and Sunnah. Never.

The military preparations and stubborn attitude at media, academic and political level clearly show that this is the plan of the oppressors — the masters of tyranny and deception.

Nature's plan to intervene on behalf of the oppressed for letting the oppressors chock themselves with their own hands is yet to unfold. At the moment they are simply digging their grave by clinging to their policy of lies and deception.

ABID ULLAH JAN
The author of famous book
A WAR ON ISLAM
now presents a new thriller
THE END OF DEMOCRACY
for contact in Pakistan:
Al-Faisal Publishers,
Urdu Bazar,Lahore.
Ph:7230777

Vol: 13 Regd. No. LRL -50 No. 1

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail:abidjan@tanzeem.org)

Musharraf, Dead or Alive, is Irrelevant

General Musharraf escaped a second assassination attempt in less than two weeks time. Asking if he would survive a third attempt is as unimportant as thinking how to breach his defenses for a third time. The reason is that his stay or departure is not the real problem.

Muslims are suffering from a two-fold problem. The fold that eats them from below is the never ending line of sycophants in the Muslim world who are willing to sacrifice anything for their personal benefit.

The fold that crushes them from the top is that of Washington-led Western allies who are not willing to say good-bye to their colonial escapades. Their two centuries old civilizing missions do not seem to come to an end in the foreseeable future.

Not everyone tries hard to understand the root causes of their problems. Some Muslims resort to killings and others to knee jerk reactions like the naïve Pakistanis who took to streets in protest to the comments of Virginia Commonwealth Attorney Robert F. Horan.

Mr. Horan was not wrong when he said: "Pakistani people would even sell their mothers for a few thousand dollars." He was kind enough, firstly, for not saying all Pakistanis and secondly, for mentioning just mothers. He did not know mothers matter little where faith is sacrificed. He just failed to include the long list of Arabs and other Muslims dying in service of their colonial masters.

The problem thus is not how to get rid of say Musharraf and Mubarak in the Muslim world and Bush and Sharon in the non-Muslim. The problem is the failure of Muslim intellectuals, most of whom have surrendered in their own peculiar way, and thus failed to convey the real feelings of Muslim masses to general public in Europe and America.

The solution is not in shooting one Muslim sell-out only to be replaced by another; or to vote out one tyrant in Washington or Tel Aviv only to vote another in his place at the same time.

The solution lies in throwing out the tiny minority — the tyrants of modern age — together with their tyrannical governing systems. This can be achieved with the help of the majority — the peace loving people in the East and West.

Apparently, Musharraf is attacked because of his support to the US invasions and occupations. Similarly, many of us believe that the US is in Afghanistan and Iraq to show its military strength, occupy natural resources, flush out terrorists and bring freedom and democracy.

These are not the real reasons for continued colonialism. These are just the out comes of the core American policy and governing system. What people in the East and West need to understand is that Musharraf, Karzai and even Bush and Blair are just pawns in the hands of their masters behind the scene.

Call them by any name or a combination of titles — such as neo-cons, Zionists, capitalists — their objective remains the same: maintaining the status quo and defeating any challenge to their existing power base.

The challenge they face is from Islam and their existing power is based only in lies and false impression as "liberators" and champions of democracy. This is the undeniable reality which is very hard for the media stricken people to understand.

One may ask, what has Islam to do with the power brokers behind the scene in the US? Of course, Islam cannot directly weed out elements of tyranny from the US system. However, it has the potential to lead us to a governing mechanism that will pale the United States' delivered blood-soaked freedom and democracy by demonstrating a true system of freedom, equality and fraternity to the world.

So, the ongoing invasions and occupation are partly for acquiring natural resources and extending hegemony as many would see. The main objective, however, remains to nip chances of Muslim's establishing an alternative governing model in the bud. The reason is simple: to sustain the power base of the most vicious tyrants of the human history.

Thousands of lives, including American, and billions of the taxpayer's money is wasted on intrigues, wars, puppets' support and media campaigns to keep masses in the dark about Islam.

Islam was the only motivating force behind the jihad against Soviet Union in Afghanistan. The same is now presented as an evil when it comes to the question of self rule according to the principles of Islam.

Commentaries in the US media about the constitution-framing processes in Iraq and Afghanistan, or the curriculum changing process in Pakistan and Gulf States need not any further explanation to understand this reality.

To blunt the challenge of Islam, the venom-spitting propaganda, which started with promoting the concept of "Islamic fundamentalism," has finally narrowed down to fear-mongering through promoting the threat of "political Islam." Now political Islam is the curse and those who promote it are totalitarian militants.

That's how the fear is driven in the western mind-set, Musharrafs and Mubaraks are supported, invasions and occupations are justified and the status quo is maintained.

Getting lost in the rhetoric that "coward terrorists" attacked Musharraf, or their moves "endangered Islam," or Musharraf will continue his mission to fight "terrorism" will help us go no where.

It has become extremely important for the Western public to understand what the Muslim masses yearn for and how they are crushed between the extreme minority that has resorted to violence against the other minority that serves Washington under the banner of moderate Islam.

The Western public needs to understand that like others Muslims as well want to be free from foreign interventions to live according to the teachings of Islam. This is necessary because the ongoing war on part of the US and its allies to stop the emergence of an Islamic state as a model for the world is in-fact to deprive the humanity from peace and justice.

Understanding the concept of an Islamic State will help the Westerners find out if Muslim self-rule — based on the will of God that was preached by all the Prophets before and the last Prophet Muhammad to save the humanity from tyranny and injustice — without an American stooge on their top, will not hurt any one nor pose a threat to Western interests.

In the light of these realities, life and death of Musharraf or any of his buddies ruling anywhere in the Muslim world is irrelevant. If they go, they will be replaced by others, may be worse than them, as long as there is a will not to allow self rule to Muslim masses.